ان من الشعر لحکمة و ان من البیان لسحرا

الحمدللہ کہ کتاب لاجواب جامع سخن و سخنوری و فن شاعری

فریاد داغ

نتیجۂ فکر گوہر سلک استاد سلطان بلبل ہندوستان جناب نواب مرزا خانصاحب داغ مرحوم

چھپا اعلیٰ مطبع [illegible]
[illegible] مطبع [illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد ہے عشق آفرین کے لیے ۔۔۔ نعت ہی ختمِ مرسلین کے لیے

السلام اے چہار یارِ کبار ۔۔۔ السلام اے ائمۂ اطہار

مدح نوّاب نامدار کروں ۔۔۔ جان قربان دل نثار کروں

حاجی و زائرِ خدا آگاہ ۔۔۔ شاہ درویش خوئے ظلّ اللہ

وہ رئیس دلاور اخترِ ہند ۔۔۔ وہ مخاطب مشیر قیصرِ ہند

قیصرِ ہند سے مشیر خطاب ۔۔۔ اور فرزند دلپذیر خطاب

اس سخی کا ہے کام دینے کا ۔۔۔ اس کے بیٹے سے نام دینے کا

کیا خزانہ بھرا بھرا پایا ۔۔۔ دل خزانے سے بھی بھرا پایا

سو ہنر سے ایک بات میں دیکھے ۔۔۔ سو ہنر ایک ذات میں دیکھے

مسند آرائے رام پور رہین
تا قیامت مرے حضور رہین

ہے عجب شہر مصطفےٰ آباد
اس کو رکھنا مرے خدا آباد

سب اسے رام پور کہتے ہین
ہمتو آرام پور کہتے ہین

خیر نواب کی مناتے ہین
سبکا کھاتے ہین اُسکا گاتے ہین

صفتِ عشق

خوبیان عشق کی بیان کرون
کچھ طبیعت کا امتحان کرون

سب نے کی ہین برائیان اسکی
مین نے لکھین بھلائیان اسکی

دل بنا ہے اسی مزے کے لئے
ہین سب یہ لطف جان ودلکے لئے

عشق تاب وتوان عاشق ہی
شانِ عاشق نشان عاشق ہی

عشق ہی آرزوے عاشق ہی
آرزو آبروے عاشق ہی

عشق نعمت ہے آدمی کے لئے
عشق جنت ہی آدمی کے لئے

دل اسی سے جوان رہتا ہی
مرتون کا نشان رہتا ہی

عشق کا داغ غیرتِ گل ہے
دودِ فریاد رشکِ سنبل ہے

عشق کیا کیا بہار دیتا ہے
یہ دلون کو اُبھار دیتا ہی

بزدلون کو دلیر کرتا ہے
یہ دلیرونکو شیر کرتا ہے

عشق سے کسکا زور چلتا ہی
اس سے رستم کا دم نکلتا ہی

خاک سے عشق پاک کرتا ہے
زندہ وہ ہے جو اس مین مرتا ہی

عشق خاص ہی یہ عام نہین — جو نکمے ہین اُن کا کام نہین

اِس سے گمنام نام پاتے ہین — اس سے ناکام کام پاتے ہین

یون ہو مشہور قیس سا قلاش — یون ہو مشہور ایک سنگتراش

عشق کے نام پر نثار ہون مین — اس کے انجام پر نثار ہون مین

عشق کا درد راحت جان ہی — عشق کا زہر آب حیوان ہی

یہ ہی ٹکسال نقد جان کے لئی — یہ کسوٹی ہے امتحان کے لئے

اس سے دل کا چراغ روشن ہی — آنکھ روشن دماغ روشن ہی

عشق سے رہتی ہی طبیعت گرم — شعلہ رویون کے ساتھ صحبت گرم

عشق کے کھیل ہمنے کھیلے ہین — سو ہزار د ہم اکیلے ہین

عشق کے لطف ہمنے پائے ہین — کیا کہین کیا مزے اُڑائے ہین

عشق سے دل گداز ہوتا ہی — ناز مین بھی نیاز ہوتا ہے

سودائین ہین اک کسک اسکی — سوادائین ہین اِک لٹک اسکی

یہ ہے معشوق نوجوانون کا — یہ ہے محبوب رازدانون کا

عشق سے آدمیت آتی ہی — آدمی کو مروت آتی ہے

عشق سب بل نکال دیتا ہے — عشق سانچے ہین ڈھال دیتا ہی

ہی معلم ہزار مجنون کا — سبق آموز ہے فلاطون کا

عشق کا لطف زندگانی ہی — زندگی کا مزا جوانی ہے

عشق عاشق کو بخشواتا ہے
عشق جنت مین لیکے جاتا ہی

عشق ایمان ہی خدا رکھے
یہ مزہ جان سے ہے خدا رکھی

عشق باطن ہو عشق ظاہر ہو
اس سے توبہ کرے تو کافر ہو

نالۂ عشق نغمۂ نے ہے
اثرِ عشق نشۂ مے ہے

اس سے دل کو سرور ہوتا ہی
اس سے نشّے مین چور ہوتا ہی

ساقی نامہ

ساقیا مین اگر دعا مانگون
تو بجز مے کے اور کیا مانگون

یہ دعا اور کامیاب نہو
یہ دعا اور مستجاب نہو

یہ دعائین قبول ہو جائین
پارسائی کے پھول ہو جائین

مُنہ سے نالے اگر نکالون مین
خُمِ گردون کو چھید ڈالون مین

دُردِ مے سطحِ خاک گستر ہو
کرۂ نار آتشِ تر ہو

موجزن ہو وہ بادۂ گلگون
لبطِ مے کیطرح بھرے گردون

خُمِ گردون سے آئے چھنکے شرا
ساقئ مے ہو چادرِ مہتاب

خُمِ مے آسمان ہو جائے
میکدہ ہر مکان ہو جائے

نمکِ شور قند کا ہو جواب
سر کے پر ہو یقین بادۂ ناب

کاسۂ مے حباب ہو جائے
آبِ قلزم شراب ہو جائے

مۂ انور بسانِ ساغر ہو
ہالۂ مہ دہانِ ساغر ہو

ساغرِ بادہ حسنترِ تابان
بیلِ انگور کی ہو کاہکشان

گل ہین ہو رنگ ساغرِ مل کا
شور قلقل ہو نالہ بلبل کا

گریۂ شمع بھی ہو مستانہ
گرے مستون کی طرح پروانہ

محتسب شوق سے ہو مے آشام
لبِ قاضی پہ والشربوا ہو مدام

رات دن شغل مے پرستی ہو
ساری دنیا ہو اور مستی ہو

مردمِ دیدہ تک شرابی ہو
آنکھ پیدا ہو تو گلابی ہو

خوف کیسا کہان کی بےادبی
انتہا کی ہے مجکو تشنہ لبی

کس کو اندیشۂ گنہگاری
اور یہی شے ہے رحمتِ باری

مے گلفام کے مزے لوٹین
ساغر و جام کی مزے لوٹین

اس پری کی ہی حور کیصورت
ہے یہی نار نور کی صورت

وہ ہین مستِ شراب کی باتین
کہولدے سو حجاب کی باتین

نالۂ جگر سوز دربیان ناوک فگنی عشق سینہ دوز

دوستو حالِ غم کہون نکہون
ماجرائے ستم کہون نہ کہون

مختصر واردات کہتا ہون
سو کی ہین ایک بات کہتا ہون

مدتون مین نے خون دل کہایا
دل لگانے کا خوب پھل پایا

ان بتون کو نہ مانتا تھا مین
انکو پتھر کا جانتا تھا مین

دل ستایا ہوا ہزارون کا
داغ کہایا ہوا ہزارون کا

خوب تکلیف عشق پائے ہوئے
بیوفاؤن سے رنج اُٹھائے ہوئے

نہ بٹھاؤن پری کو صحبت مین
حور ہو تو نہ بساؤن جنت مین

عشق کے دام سے رہائی تھی
پارسائی سی پارسائی تھی

چپکے چپکے نہ شب کو روتی تھی
چین سے اپنی نیند سوتی تھی

طبع بشاش تھی ملال نہ تھا
کسی محبوب کا خیال نہ تھا

اب کسی سے نہ دل لگائینگی ہم
عہد پر عہد تھا قسم پہ قسم

دل لگی سے رہا بدل انکار
لاکھ توبہ ہزار استغفار

ان بتون سے مجھے بچائے خدا
حاصلِ دین نہ حاصلِ دنیا

ان بتون کو مری بلا چاہے
مین نہ چاہون اگر خدا چاہے

توبہ کرلی پیام سے مین نے
ہاتھ اوٹھایا سلام سے مین نے

اس پیام و سلام سی نفرت
تھی محبت کے نام سی نفرت

گو طبیعت تو گدگداتی تھی
پر کسی سے نہ میل کھاتی تھی

آگ لگ جائے اس محبت کو
چھیڑ کی دیر تھی طبیعت کو

عشق مدت سے تھا جو ناپیدا
اُس نے پھر ولولہ کیا پیدا

بجھ گیا تھا چراغ رسوائی
پھر ہوا تازہ داغ رسوائی

موت کی شکل پھر نظر آئی
چوٹ مدت کی پھر اُبھر آئی

پھر ہوئین دل مین حسرتین آباد
نالے دینے لگے مبارکباد

پھر ہوا شوق جبہہ سائی کا ‏ ‏ پھر جما رنگ آشنائی کا
صبر یارون کا یار بھاتا رہا ‏ ‏ جبر پر اختیار بھاتا رہا
آتشِ غم سے داغ بجھتا ہے ‏ ‏ کون اس دل جلے کی سنتا ہے
نہین چھپتی ہے لاگ الفت کی ‏ ‏ نہین بجھتی ہے آگ الفت کی
دل کو یہ لاگ چاک کرتی ہے ‏ ‏ دل کو یہ آگ خاک کرتی ہے
آہ سے بھی شرر برستے ہین ‏ ‏ نفس سرد کو ترستے ہین
کیا بھڑکانا ہے آتشِ غم کا ‏ ‏ سینہ آگ طبقہ ہے جہنم کا
سوزِ پنہان سے جان جلتی ہے ‏ ‏ اُف کئے سے زبان جلتی ہے
خانۂ دل مین داغ روشن ہے ‏ ‏ رات دن یہ چراغ روشن ہے
ہے قیامت کا سوزِ داغِ جگر ‏ ‏ نار دوزخ ہے جسکی خاکستر
لب پہ ہر دم جلے بھنے نالے ‏ ‏ پڑ گئے ہین زبان مین چھالے
جل گیا جب کسی سے بولے ہم ‏ ‏ پھوڑتے ہین جلے پھپھولے ہم
حسرت آتی ہے اپنی حالت پر ‏ ‏ بڑین ٹھیر ہون کی چاہت پر
اب وہ دکھ درد روز بھرتا ہون ‏ ‏ اوس زمانے کو یاد کرتا ہون

گرفتار شدن دل در رنج و محن و دام گستری ہای گرہ از زلف پرشکن

آگیا بے نظیر کا میلا ‏ ‏ دل پابند وضع کھل کھیلا

آفت جان ناتوان دیکھی — یک بیک مرگ ناگہان دیکھی
جلوہ دیکھا جو اوس طلعت کا — سامنا ہو گیا قیامت کا
دیکھکر اوس پری شمائل کو — رہ گیا تھام تھام کر دل کو
دل کو مین ڈھونڈھتا رہا نہ ملا — آنکھ ملتے ہی کچھ پتا نہ ملا
رنگ چہرے سے اڑ گیا کوسون — دل سے مین مجھسے دل جدا کوسون
آبرو کا لحاظ و پاس کسے — ہوش مین آئین یہ حواس کسے
یار و غمخوار و مونس و ہمدم — کہہ رہے تھے تجھے خدا کی قسم
داغ تو ماجرا بیان تو کر — تجکو کیا ہو گیا بیان تو کر
کیون ہے ایسا اداس خیر تو ہی — کیون اوڑی ہین حواس خیر تو ہی
سوچ اپنا برا بھلا دیکھو — دیکھو تو اب ہے مرزا دیکھو
شمع سان جسم زار گھٹتا تھا — پر کسی پر نہ بھید کھلتا تھا
جستجو مین بڑے بڑے عیار — نہوا کوئی واقف اسرار
ہمنشین و ندیم مضطر تھے — سب طبیب و حکیم مضطر تھے
رنج سا رنج تھا حسینونکو — داغ سا داغ مہ جبینونکو
منہ پر ہر ایک کے اشک بہتی تھی — ہاتھ ملتے تھے اور کہتے تھے
اسطرح سکا فہیم و فرزانہ — اے تری شان یون ہو دیوانہ
اس کا قابو سے دل نکل جائے — ہے غضب ایسا حال جلد آئے

یہ ہر اک فن سے خوب واقف تھا ... دوست دشمن سے خوب واقف تھا
ہم سب اسکو سمجھتے تھے ہوشیار ایسے ... عشق مین آزمودہ کار ایسے
سیکڑون رنگ اپنے برتے ہین ... نام سے اسکے عشق کرتے ہین
یہ وفادار یہ خجستہ شعار ... صادق القول صادق الاقرار
کسنے بیہوش کردیا اسکو ... کسنے خاموش کردیا اسکو
کہین آئی ہوئی طبیعت ہے ... چوٹ کھائی ہوئی طبیعت ہے
اک نظر دیکھ بھال کر کوئی ... لے گیا دل نکال کر کوئی
حال کیسا بدل گیا اس کا ... کیا کلیجہ نکل گیا اس کا
صلح کل ہے یہ آدمیت مین ... خیر سے شر نہین طبیعت مین
خوش بیان خوش زبان کہان ایسا ... فخر ہندوستان کہان ایسا
کس دغاباز نے اسے مارا ... کس فسون ساز نے اسے مارا
کس قیامت نے پائمال کیا ... سحر بنگالہ نے حلال کیا
وہ پری چہرہ کیا قیامت ہے ... داغ سے شخص کی یہ حالت ہے
اس بلا سے نکالنا اس کو ... یاالہی سنبھالنا اس کو

صفت معشوق آفت جان وغارت گر دین وایمان

مجکو اس حال پر نظر ہی تھی ... دین و دنیا کی کچھ خبر ہی نہ تھی
عشق نے تازہ روپ بدلا تھا ... مین بھی میلے مین اک تماشا تھا

میلے والون مین دھوم تھی میری
خوش جمالون مین دھوم تھی میری

ہوش آیا تو مین نے کیا دیکھا
اک پری چہرہ خوش ادا دیکھا

رخ سے ظاہر تھا نور کا عالم
اور اُسپر غرور کا عالم

جُھٹی جُھٹی بھوون کی وہ تحریر
کیون نہ دل اس لکیر پر ہو فقیر

چشم خون ریز وہ فساد انگیز
جسکا شاگرد فتنہ چنگیز

گردن اوسکی ہے وہ صراحی دار
ہو صراحی بھی دیکھکر سرشار

ایسے ہیں وہ دونون قُبۂ نور
شیشۂ دل ہو جنسے چکنا چور

گات بانکی بدن سڈول تمام
فتنہ قد فتنہ چشم فتنہ خرام

نگہ مست ہوشیاری سے
لڑنے والی چھری کٹاری سے

لب پان خوردہ پر مسی کی دھڑی
دلِ بیمار پر تھی رات کڑی

جوش پر بادۂ جوانی ہے
یہی چاہ ذقن کا پانی ہے

سج دھج آفت غضب تراش خراش
ایسی چھپے کی دل ہی دل مین تلاش

وہ اُٹکتی ہوئی نظر آیا
وہ لچکتی ہوئی کمر آیا

شوخیان ان مین حجاب مین کیسی
لن ترانی جواب مین کیسی

اُف رے عہد شباب کی ہستی
بے پئے ہی شراب کی مستی

ہائے تیرا کلام مستانہ
ہائے تیرا خرام مستانہ

گرتے گرتے کبھی سنبھل جانا
ادھر آنا ادھر نکل جانا

کبھی منہ پر نقاب کاکل ہے
کبھی منہ پھیر کر تغافل ہے

کبھی سائے سے اپنے ڈر جانا
کبھی کچھ بانکپن بھی کر جانا

آئینے سے نگاہین لڑتی ہین
خودبخود دستون مین ٹکڑتی ہین

کبھی کچھ تیوری ہین بل دینا
کبھی آنکھین دکھا کے چل دینا

آئینے سے نظر چرا جانا
آپ اپنے سے شرم کھا جانا

اپنے سائے سے پوچھنا تو کون
ہے مرے ساتھ دوسرا تو کون

بھولے پن مین ہزار گھاتین ہین
اک خموشی مین لاکھ باتین ہین

ہے نرالی ادا زمانے سے
روٹھنا اور بھی منانے سے

اک قیامت کی چال چل جانا
دل چھلاوے کی طرح چھل جانا

کسی کو نظر مین رکھ لینا
خوب کھوٹا کھرا پرکھ لینا

دلکو نظرون مین تول لیتی ہین
مشتری کو وہ مول لیتے ہین

حسن کی آن تان ہاے غضب
بے نیازی کی شان ہای غضب

ناز جلوے دکھائے جاتا ہی
حسن چہرے پہ چھائے جاتا ہی

رقص طاؤس باغ سے اچھا
شعر کا لطف داغ سے اچھا

جسطرف اُٹھ گئی وہ شوخ نگاہ
شور اُٹھا کہ بس خدا کی پناہ

ادھر اظہار درد رنج فراق
اور ادھر گفتگو تڑاق پڑاق

کہدیا دل کا حال باتون مین
ترجمہ سیال باتون مین

نرم باتین کبھی نزاکت سے
مفت دل لیکے نقد جان لینا
دل صفائی سے آشنا ہی نہین
جانب غیر جو بھول کر دیکھا
کیا ہم ایسے کے وصل کی تدبیر
رہ گئی ہین بتاؤ ہمین کیا کیا
شعبدے لاکھ لاکھ آفت کے
کچھ اشارون سے مدعا کہنا
بھولی بھولی وہ پیار کی باتین
کبھی چھیڑتی ہوئی سنا دینا
سخن ناصواب کہہ دینا
کبھی وہ آنکھ دی کہ سمجھین گے
مفت الزام میرے سر دھرنا
وعدہ کرتے ہی مسکرا دینا
سیکڑون بات بات مین گھاتین
پتلے ہونٹون مین کچھ تبسم بھی
ہاے وہ قدر دانیان اونکی

گرم فقرے کبھی شرارت سے
باتون باتون مین امتحان لینا
بدگمانی کی انتہا ہی نہین
اوس کو تھا وہم کیون اودھر دیکھا
جو ندے میرے خواب کی تعبیر
اُکھڑی اُکھڑی لگاوٹین کیا کیا
فقرے چلتے ہوئے قیامت کے
منھ ہی منھ مین برا بھلا کہنا
شوخیان اختیار کی باتین
سنکے تعریف مسکرا دینا
مجھکو خانہ خراب کہہ دینا
کبھی گردن ہلی کہ سمجھین گے
بے خطا بے قصور بے مرنا
چٹکیون مین سب مجھے اوڑا دینا
میٹھی چھیڑیان وہ رس بھری باتین
مجھکو کہنا کہ تم ہو تم بھی
ہاے وہ مہربانیان اونکی

ایک اک دم میں سو ہدار آئین
ہر کسی سے اک التفات کی بات
سو اگر ہیں کسی سے کام نہیں
وضع کے ہو خلاف کیا مقدور
لوگ جو انجمن میں آتی تھے
سنکے اُس خوش کلام کی تقریر
دیکھکر اُسکے روئے انور کو
کبھی شعر و سخن کا چرچا تھا
رات کٹتی ہنسی خوشی کیا کیا
جان نوازی پر اُسکو ناز بھی تھا
خانہ دوست عیش خانہ تھا
ستم و جور کا گلا کیجے
شکوہ ہوتا ہے خود پسندونسے
کون کہتا ہے ناز نے مارا
دیکھکر یہ ادائیں آنکھوں سے
آسمان صدقے ہونے والونمین
یہی انداز قہر کرتے ہین

لطف کے دن وہ عیش کی راتین
لطف کا لطف اور بات کی بات
ہر کوئی مشتاق کلام ہمین
ایک سے لاکھ تک نہین منظور
پھلے پھولے چمن مین آتے تھے
سب کو حیرت تھی صورت تصویر
آ کے بیٹھے اُٹھے گئے گھر کو
کبھی اپنے وطن کا چرچا تھا
ہوتی رہتی کھلی دلی کیا کیا
بے نیازی مین کچھ نیاز بھی تھا
ہائے کیا دن تھے کیا زمانہ تھا
لطف قاتل سے منے تو کیا کیجے
کیا شکایت نیازمندونسے
مجھکو اُسکے نیاز نے مارا
کیون نہ لون مین بلائین آنکھونسے
فتنۂ حشر پائمالون مین
آدمی کیا فرشتے مرتے ہین

ایسے پھندے سے دل ہو گیا آزاد
یاد آیا ہے مطلع اُستاد

خوب روکا شکایتون سے مجھے
اُس نے مارا عنایتون سے مجھے

وہ نہ بھولے جو جفائین کرتے ہین
وہ بُرے ہو نہ التجا کرتے ہین

دل پھنسا ہے وفا کے پھندے مین
آگیا کس بلا کے پھندے مین

عیش یہ آسمان نہ دیکھ سکا
چار دن شادمان نہ دیکھ سکا

گردش روزگار اور ہوئی
شکل لیل و نہار اور ہوئی

رفتن معشوق بدیار خویش و آہ و زاری عاشق سینہ ریش

آگئی ہجر کی گھڑی سر پر
یہ بلا جھیلنی پڑی سر پر

اُسکے لب پر پیام رخصت کا
میرے دل مین مقام حسرت کا

قصد تھا اوطن کی جانے کا
رنگ بدلا نیا زمانے کا

حسرت آلودہ وہ نگاہین تھین
شرر آمیز میری آہین تھین

بات دل کی نہ لب تک آتی تھی
فکر مین آئی عقل جاتی تھی

مثل کاکل سب مجھے پریشانی
شکل تصویر اُنسکو حیرانی

اُسکے رخصت کا نام روتی تھی
سب وہان خاص و عام روتے تھے

مجھ سے عہد وفا جو آپسمین
کھائین باہم ہزارہا قسمین

رسمِ الفت کے ہو گئی اقرار
شکریہ وفا کیا مین نے
گویا بندۂ وفا کا بندہ ہی
اس نے مجھسی کہا یقین مانو
جی نہین چاہتا ہے جانے کو
ہمکو کچھ آرزوے مال نہین
زر سے معمور ہی ہمارا شہر
ہے حکومت کی شان کلکتہ
انتخابِ زمان ہی کلکتہ
ہم تو بھوکے ہین آدمیت کے
ایسے ویسون سی جی نہین ملتا
میری تسکین اُسی کئی ہی بنی
آتے جاتی ہین سب جدائی مین
ان سی جیتے رہین نہین کہو
تنگ رنج و ملال ہوتا ہے
زندگی ہے تو آئینگے
دلسے نزدیک ہم ہین دور نہین

خط کتابت کے ہو گئے اقرار
بخشوایا کہا سنا مین نے
آدمی پھر خطا کا بندہ ہی
اک سرِ مو نہ فرق تم جانو
پر چلے مین قلق اُٹھانے کو
اس کا واللہ کچھ خیال نہین
کونسا دوسرا ہی ایسا شہر
سلطنت کا نشان کلکتہ
فخرِ ہندوستان ہی کلکتہ
آدمیت کے ساتھ اُلفت کے
داغ سا آدمی نہین ملتا
یہ تسلی مجھے دیتے ہی ہی
مرنہ جانا مری جدائی مین
اسقدر پھوٹ کر نہین روتی
سچ ہے ایسا ہی حال ہوتا ہے
لطف صحبت کے پھر اُٹھائینگے
اسقدر دیر اچھی نہین

یاد رکھنا ہمیں یہ یاد رہے — اسی صورت سے اتحاد رہے
مصرعۂ میر پڑھ کے فرمایا — پھر ملیں گے اگر خدا لایا
وہ تو پہلو سے آہ بھر کے اُٹھے — اور ہم بیقرار مر کے اُٹھے
جب وہ ایک ایک سے چلے ملکر — خوب روئے مرے گلے ملکر
اُدھر اُس مہمان کی رخصت — تھی اُدھر میری جان کی رخصت
ساتھ اوس کے مری نگاہ گئی — جب نگہ تھک گئی تو آہ گئی
روح کہتی تھی مجھکو دو رخصت — دل پکارا کہ میں بھی لو رخصت
دل جگر دونوں تھرتھراتے تھے — پاؤں چلنے میں لڑکھڑاتے تھے
ضعف سے چل سکا نہ چار قدم — اک قدم راہ تھی ہزار قدم
اشک آنکھوں میں اور لب پر دم — جان جانے کو مستعد ہر دم
صبر ٹھہرائے کب ٹھہرتا ہے — سب سے پہلے سلام کرتا ہے
کوئی کھیلے نہیں نظر بازی — نام اس کھیل کا ہے سر بازی
پہلے تھا اشتیاق کا صدمہ — اب اُٹھایا فراق کا صدمہ
آگئی ہجر کی اندھیری رات — قہر کی رات تھی وہ میری رات
رات گذری مجھے دعا کرتے — تھک گیا منہ خدا خدا کرتے
کسقدر مضطرب مرا دل تھا — دل نہ تھا صید نیم بسمل تھا

دربیان حالت ہجران ناہنجار و فلک کجرفتار

اے فلک دادخواہ ہون تجھسے
یہ ستم دیکھ اور مجھکو دیکھ
وہ نکیلی ادائین دنیا مین نہین
گر نہین وصل یار جانی کا
ہجر باعث ہی خستہ جانی کا
ہجر سے زخم جانستان ہہتر
ہجر دنیا سے لیکے جاتا ہے
دم پہ بنتی ہے ہجر کے غم سے
تیرگی ہے جو یہ شب غم مین
موے سر کھولکر شب ہجران
اس سیاہی مین کیا سحر ہو نمود
دیکھکر آہ آتشین کے شرر
داستان گو ہے نالہ شبگیر
کیون فلک انتہا ہے جور بھی کچھ
یون کسی کو ہلاک کرتے ہین
ہمہ تن یاس کر دیا تو نے
دل ستانے سے در گذر ہی نہین

طالب رشک ماہ ہون تجھسے
یہ الم دیکھ اور مجھکو دیکھ
وہ سریلی صدائین کان مین ہین
لطف کیا ایسی زندگانی کا
ہجر دشمن ہے زندگانی کا
ہجر سے مرگ ناگہان بہتر
عاقبت خاک مین ملاتا ہے
اس کو پوچھو جناب آدم سے
ہے سیہ پوش میرے ماتم مین
اشک شبنم سے صبح تک گریان
گھر گیا دود آتش نمرود
دانت پیسا کئے بہت جنتہ
خوب سوتی ہے چین سے تقدیر
ظلم باقی رہا ہے اور بھی کچھ
یون جلاتے ہین خاک کرتے ہین
ستیاناس کر دیا تو نے
آہ مظلوم سے حذر ہی نہین

ہو گئے خاک من چلے لاکھون
مر گئے کاٹ کر گلے لاکھون

مین ہی کیا ہون تری جفا کے لئے
رحم کر رحم کر خدا کے لئے

کسی کروٹ سے کل نہین آتی
نہین آتی اجل نہین آتی

جی بہلتا نہین کسی صورت
دم نکلتا نہین کسی صورت

ضعف سے دونون مل گئے پہلو
چین بستر سے چھل گئے پہلو

چشم نمناک ہے تو دل غمناک
سینہ صد پارہ و جگر صد چاک

تپ دوری نچوڑتی ہے مجھے
دمبدم روح چھوڑتی ہے مجھے

ضعف سے قلب تھرتھراتا ہے
درد بھی اُٹھ کے بیٹھ جاتا ہے

چشم پُرخون سے ندیان جاری
ریشِ ناخن سے تن پہ گلکاری

چبھتی ہے کوئی شے کلیجے مین
ہوک سی اُٹھتی ہے کلیجے مین

دِل کی حالت بُری ہے سینے مین
سانس چلتی چھری ہے سینے مین

لگ گئی کس کی بددعا مجھکو
میرے اللہ کیا ہوا مجھکو

دل سے پہرون کلام کرتا ہون
زندگی کو سلام کرتا ہون

غم جان کاہ مہمان دل کا
اشک غماز رازدان دل کا

جب فلک پر نگاہ جاتی ہے
عرش اعلے تک آہ جاتی ہے

پہونچی ہے آسمان تک فریاد
نہ گئی اُسکے کان تک فریاد

دردِ دل سائبان ہے گویا
دوسرا آسمان ہے گویا

رات دن مجمع پریشانی
خانہ آباد خانہ ویرانی

دل میں ہر آن کاہش دوری
لب پہ ہر وقت ہائے مہجوری

دل ہے بیتاب تو جگر بےچین
ہے مصیبت میں گھر کا گھر بےچین

دل میں ہر وقت ایک تازہ ملال
انقلاب زمانہ شامل حال

نامرادی مراد پائی ہے
تلخ کامی مزے چکھائی ہے

نامور ہے وہ میری گمنامی
پر اثر ہے وہ میری ناکامی

یہ جو لکھے قلم زبان نہ رہے
لوح محفوظ تک نشان نہ رہے

بیکسی میری غمگسار نہیں
ناامیدی امیدوار نہیں

لطف ملتا ہے جان کھونے سے
شاد ہوں رات دن کے رونے سے

چشم تر پر ہے گوشہ داماں کا
چاک ہنسنے لگا گریباں کا

لحد تنگ کنج تنہائی
جیتے جی منہ پہ مردنی چھائی

چارہ گر سے دوا نہیں ہوتی
نہیں ہوتی شفا نہیں ہوتی

درد دل کا علاج مشکل ہے
بچ گئے کل تو آج مشکل ہے

کل جو امید تھی وہ آج نہیں
مرض موت کا علاج نہیں

جان جاتی ہے دل کے آنے سے
موت آتی ہے اس بہانے سے

گرد بیٹھے طبیب روتے ہیں
مجکو میرے نصیب روتے ہیں

نبضیں چھوٹی ہوئی طبیبوں کی
پیش چلتی نہیں نصیبوں کی

ہر کوئی اپنی اپنی کہتا ہے — رائے میں اختلاف رہتا ہے

جو اطبائے وحشتِ دل ہیں — اُنکو کپڑے چھوڑانے مشکل ہیں

جو عیادت کو میری آتا ہے — دیکھکر دور ہی سے جاتا ہے

میری باتوں سے وہم آتے ہیں — سننے والونکے ہوش جاتے ہیں

بات کی بات میں پلٹ نہ پڑے — یہ سڑی ہے کہیں پلٹ نہ پڑے

شرحِ وحشت کب سناتے ہیں — لوگ یٰسین پڑھنے آتے ہیں

دشمنِ نام و ننگ کون کہ میں — اپنے جینے سے تنگ کون کہ میں

دشمنِ اضطراب کون کہ میں — مبتلائے عذاب کون کہ میں

تیرِ غم کا نشانہ کون کہ میں — پائمالِ زمانہ کون کہ میں

عاشقِ بے وقار کون کہ میں — سب میں بے اعتبار کون کہ میں

مضطرِ ناشکیب کون کہ میں — صیدِ دامِ فریب کون کہ میں

چشم بر راہِ یار کون کہ میں — ہمہ تن انتظار کون کہ میں

تیغِ حسرت اُتر گئی دل میں — بیقراری ٹھہر گئی دل میں

اشک اُمڈے بھر گئیں آنکھیں — دیکھنے کو ترس گئیں آنکھیں

شوق کہتا ہے میرے ساتھ آؤ — ضعف کہتا ہے بیٹھ بھی جاؤ

چین ملتا نہیں کہیں مجھکو — آسمان ہو گئی زمین مجھکو

موت آئے یقین نہیں آتا — نفسِ واپسیں نہیں آتا

اب کہان وہ صفائیان منہ پر — چھٹ رہی ہین ہوائیان منہ پر

رنج کہاتا ہون اشک پیتا ہون — یہی کھانی ہے کہ روز جیتا ہون

جتنے ارمان ہین مرے دل مین — سب وہ پیکان ہین مرے دل مین

کھیل کوئی نہ عمر بھر کھیلے — ہم جو کھیلے تو جان پر کھیلے

پھوٹ کر روے پاؤن کے چھالے — بہ گئے جتنے ندیان نالے

گر ہوئی رو کش بہ دیدہ پرنم — پانی پانی ہو گریۂ آدم

رنج کھانے سے کام ہے مجکو — دانہ پانی حرام ہے مجکو

فکر افشاے راز سے خاموش — کبھی کچھ ہوش مین کبھی بیہوش

الفراق الفراق ورد زبان — الامان الامان یہ شور فغان

جو فرشتے ہین آسمانون پر — ہاتھ رکھے ہوے ہین کانون پر

غم دوری سے جان بیکل ہے — آنکھ اوجھل پہاڑ اوجھل ہے

کوئی مہمان جو مرے گھر آیا — سینے جانا ہے صبر آیا

لین بلائین ہزارہا مین نے — دین دعائین ہزارہا مین نے

اوس کو باتون مین کھولتا تہا مین — حظ کر مین ٹٹولتا تھا مین

کبھی بیتا تھا پاؤن بیخود ہوکر — کبھی ہنستا تھا خوب رو رو کر

کبھی قدمون پر اوسکے گرتا تہا — کبھی مین اوسکے گرد پھرتا تھا

خبر یار پوچھتا تہا مین — حال اغیار پوچھتا تہا مین

رنگ کیا ہے امیدوار ونکا / ڈھنگ کیا ہے صلاحکار ونکا
کونسے شخص پر عنایت ہے / رات دن کس سے گرم صحبت ہے
سنتے ہین داستان غم کہ نہین / یاد آتے ہین اونکو ہم کہ نہین
کس سے ہر وقت ہمکلامی ہے / کون سرکار کا سلامی ہے
بزم آرائیون کا شوق بھی ہے / اب وہ شعر و سخن کا ذوق بھی ہے
ہین طبیعت مین ولولے کیا کیا / راتدن کے ہین مشغلے کیا کیا
میہمان ہین کے یہ مری تقریر / تھا تحیر ہین صورت تصویر
اُس کو حیرت یہ ماجرا کیا ہے / میزبان کو جنون ہے سودا ہے
میری حالت پہ اُسکو سکتا تھا / شکل آئینہ منہ کو تکتا تھا
نظر آئی جو اُس کی حیرانی / سخت مجھکو ہوئی پشیمانی
کون مہمان ہو کے آئے گا / یون تلاشی جو دے کے جائیگا
ہوش آیا تو شرمسار ہوا / پھر وہی جوش انتظار ہوا

توجہ نمودن با تصویر عاشق جانانہ و آغاز نمودن راز و نیاز

یہ سنا ہے کہ وہ پری پیکر / یاد کرتا ہے مجھکو یون اکثر
میری تصویر رکھ کے پیش نظر / کوسنا چھیڑنا یہ کہہ کہکر

اس ڈھٹائی سے تو ادھر دیکھے
آنکھین پھوٹین ہمین اگر دیکھے

کسطرح گھورتا ہے جیسے شیر ببر
جی مین آتا ہے پھونکدون تصویر

تو ہی رات دن رلاؤن تجھے
دیکھنے کا مزا دکھاؤن تجھے

ایسی صورت پہ یہ دماغ ترا
خوب رکھا ہے نام داغ ترا

حسن ہوتا ہے حاصل تصویر
روسیہ تو ہے قابل تصویر

شکل منحوس کیون نظر آئے
مول لیکر بھی ہم پچھتائے

ایسی تصویر کس کو بھاتی ہے
پر بلا سے ہنسی تو آتی ہے

تجھے رونق نہین ہو گھر کے لئے
رکھ لیا ہے نظر گذر کے لئے

نہ ہو کچھ اس سے رونق تعمیر
اور دھبہ لگائے یہ تصویر

تو ہے رنج و ملال مین کس کے
چپ لگی ہے خیال مین کسکے

کیون ہے خاموش لب تو کھول ذرا
وہ بڑے بول اب تو بول ذرا

لنترانی کہان گئی تیری
خوش بیانی کہان گئی تیری

آرزوئے وصال کہہ تو ہی
کیا ہوا تیرا حال کہہ تو ہی

جھوٹ سچ ہمکو آزمانا ہے
عشق ہے یا فقط بہانا ہے

تیرے منہ مین زبان ہی کہ نہین
تجھ مین کمبخت جان ہی کہ نہین

کونسا تھا وہ آئینہ رخسار
تجکو سکتہ کا دے گیا آزار

آئینہ تیرے منہ پہ رہتا ہے
اوس سے کیا اپنا حال کہتا ہی

دام دے کر تجھے خریدا ہے — تجھپہ ہر طرح اپنا دعوا ہے
ہان زلیخا سے مجھے نہ ٹھہرانا — بن کے یوسف کہین نہ اترانا
بال باندھا مرا غلام ہے تو — اسی باعث سے نیکنام ہے تو
طائر رنگ اڑ کے چل نہ سکے — تیری حسرت کبھی نکل نہ سکے
بھاگ کر بے وفا نہ ہو جانا — محض نا آشنا نہ ہو جانا
نکہین گے کہ صورت اچھی ہے — ہان مگر کچھ طبیعت اچھی ہے
تیری تصویر کا بہانا ہے — تیرا خاکہ بہت اڑانا ہے
پہلے تو اُس کو چاک چاک کرون — اور پھر مین جلا کے خاک کرون
کیا یہ تصویر لا جواب نہین — ہو سکے ایک کا جواب نہین
اُن کی تصویر پر نظر ہر دم — مجھکو تقدیر پر نظر ہر دم

آمدن معشوق وفا شعار از جشن طلبہای بسیار

صورتِ نامہ و پیام رہے — خط کتابت کی دھوم دھام رہے
اُن کو لکھا بطور استمزاج — سارے میلون سے یہ بڑھ کر آج
دیکھو تم بے نظیر کے جلسے — ہر برس ہو شریک اول سے
تم نے بھی رنگ اُسکے دیکھے ہین — تم نے بھی ڈھنگ اوسکے دیکھے ہین
کچھ رہو رامپور مین آکر — لطف اوٹھاؤ حضور مین آکر
پر یہ ہے شرط آسکے میلے مین — پھنس نہ جانا کسی جھمیلے مین

آئی مجکو جواب مین تحریر
ایسے میلے مین کیون نہ آئین ہم
کوئی جب جلسے دکھلانے والا ہو
بے بلائے جو آئے کیا آئے
کیا نہین شوق ہمکو خوب کہی
بلغ کی ہم بہار لوٹین گے
سب یہ کہتے ہین سیر بہتر ہے
فائدہ کیا ہے ہمکو حیلے سے
تم دل اندازیون کو کیا جانو
فتنہ پردازیان بھی ہوتی ہین
تمکو اوسکی خبر بھی ہے کہ نہین
جن سے تم التجائین کرتے ہو
تم سمجھتے ہو وہ خلاف نہین
کہین بدظن بھی دوست ہوتے ہین
باز آئے ہم ایسے آنے سے
حظ پہ حظ بے سبب نہین آتے
رسم و راہ پیام سے گذرے

اپنے آنے کے باب مین تحریر
کہ جہان ہمسا شخص پائین ہم
کوئی ہمکو بلانے والا ہو
منہ اوٹھائے جو آئے کیا آئے
کیا نہین ہمکو ذوق خوب کہی
دلغ کی ہم بہار لوٹین گے
ہم بھی سمجھے تھے خیر بہتر ہے
آنکلے پر اوسی وسیلے سے
تم فسون سازیون کو کیا جانو
رخنہ اندازیان بھی ہوتی ہین
نیک و بد پر نظر بھی ہے کہ نہین
ہر طرح کی وفائین کرتے ہو
وہ ذرا تمسے دلمین صاف نہین
کہین دشمن بھی دوست ہوتے ہین
کہ بند ہین مورچے زمانے سے
جب تو آتے پر اب نہین آتے
اس پیام سلام سے گذرے

ایک صاحب جنھون نے روکا تھا
اُن کو مد نظر تماشا تھا

کوئی دن داغ کو جلائین ہم
اس جلانے کے لطف پائین ہم

گر رقابت کا واسطہ ہوتا
تو خدا جانے کیا سے کیا ہوتا

بے سبب جن کو یہ عداوت ہو
واسطہ ہو تو کیا قیامت ہو

مجکو صبر و قرار مشکل تھا
طبع پر اختیار مشکل تھا

ہے عجب شے امیدواری بھی
لطف دیتی ہے بیقراری بھی

خبر دلربا نہین آتی
اوس طرف کی ہوا نہین آتی

مژدۂ جان فزا نہین سنتے
ہم خوشی کی صدا نہین سنتے

گوش بر داک نوید تھی ہر روز
وہ گئے دن کہ عید تھی ہر روز

دل دکھانے سے کام ہے تجھکو
اے محبت سلام ہے تجکو

مصلحت جان کر گلا چھوڑا
جذب دل پر معاملہ چھوڑا

کف افسوس کس طرح نہ ملے
آدمی کیا کرے جو بس نہ چلے

سینے سے جا یہ امر اولی ہے
وہ بلائین جنھون نے روکا ہی

اُنکی کس طرح اطاعت کی
پھر اُنھون نے بھی یہ عنایت کی

صاف دل سے سر اسلا بھیجا
کہ بنارس اُنھین بلا بھیجا

آئے جس وقت وہ بنارس مین
مینے جانا کہ آگئے بس مین

میری تقدیر ادھر آئی
میری تدبیر اونکے آئی

جاتے عہد شباب کا آنا ... تھا دوبارہ حجاب کا آنا
کیا مرے دلستان کا آنا ہے ... یہ تو روح و روان کا آنا ہے
نکہت گل ادھر پلٹ آئی ... عمر رفتہ مگر پلٹ آئی
تھا یہ اوس رشک حور کا آنا ... چشم اعمے مین نور کا آنا
تھا یہ اُس گلعذار کا آنا ... یا نسیم بہار کا آنا
پھر وہی ساعت سعید آئی ... کہ برس دن کے بعد عید آئی
میرے معجز بیان کا آنا ہے ... یا مسیح زمان کا آنا ہے
لعل نکلا ہے یا بدخشان سے ... ماہ کنعان چلا ہے کنعان سے
بزم مین شمع انجمن آئی ... یا بہار گل چمن آئی
میرے غمخوار جا کے لائی اُنہین ... نہ بنی کچھ بغیر آئے اُنہین
مین نے پایا جو اپنے دلبر کو ... آب حیوان ملا سکندر کو
ایسی دولت نصیب ہو کسکو ... گنج قارون ملا ہے مفلس کو
میرے یوسف کی دہوم دہم ہے ... مصر سے رامپور کیا کم ہے
آئے لیکن ہزار ناز کے ساتھ ... ملے مجھ سے تو احتراز کے ساتھ
وہم بھی بے قیاس تھا اُنکو ... پاس والون کا پاس تھا اونکو
پہلی چپکے سے دل مین جھکی بھی ... پھر تشفی بھی پھر تسلی بھی
پہلے کچھ بات کی تو مُڑ کر تنگ کر ... پھر کہا میرے کان مین جھک کر

کیا ہنسین حسرتِ وصال ہین
ہم جو آتے ہے دل ہمارا اٹھا
جب لیا نام وضع کا اُس نے
اُٹھ گئے کان جب سُنی ایسی
بجھ گیا دل انار سا جھٹ کر
خوف اغیار پر ہنسی آئی
مینے کی عرض یہ سمجھا یہ درست
بات مطلب کی مین کہون تو یہ
اپنے سر کیون دھرون پرائی بات
کام مجھکو تو ہے اطاعت سے
ابھی کیا جانو وضعدارون کو
وضع نبھتی ہے وضعدارون سے
وہ ہمیں پاس وضع کرتے ہین
طور سب غیر غیر دیکھو گے
میرے کہنے کی داد دوگے تم
صبر مینے کیا برس دن تک
دل کو جو تیری یاد دیتا ہے

وضعداری کا ہے خیال ہمین
ورنہ کیا آپ کا بھلا تھا
پی گیا سُن کے جو کہا اُس نے
گھل گئی جان جب سُنی ایسی
رہ گیا سینے مین وہوان گھٹ کے
اُن کے انکار پر ہنسی آئی
آپ نے جو کہا کہا یہ درست
اب نہ مہمان کو رنج دون تو بہ
کیون بگاڑون بنی بنائی بات
کیا غرض شکوہ و شکایت سے
دیکھ لوگے وفا شعارون کو
یا اطاعت کے خواستگارون سے
جو یہ جانین یہ ہم پہ مرتے ہین
چار دن بعد پھر دیکھو گے
نام اُن کا کبھی نہ لوگے تم
کیا قباحت ہے اور دس دن تک
صبر کی وہ ہی داد دیتا ہے

اک جہان اپنا دیکھا بھالا ہی — جانتا ہون جو ہونے والا ہی

رنجیدہ شدن معشوق از رقیب و در پہلوی عاشق صادق آمدن از نصیب و از رامپور رخصت شدن و تسکین دادن

چار دن مین یہ اتفاق کی بات — اُسنے ایسی ہوی نفاق کی بات
پیش آئی جو امتحان مین تھی — وہ پڑی شکل جو گمان مین تھی
نازنینون سے نرمیان بہتر — نہین ہوتی ہین گرمیان بہتر
نہ کسی کو بُرا کہے نہ سُنے — عمر بھر جو الفت سے بے نہ سُنے
کوئی جھڑکی نہ کوئی گالی تھی — اک شکایت مزے سے خالی تھی
دل شکایت سے ٹوٹ جاتا ہی — جی محبت سے چھوٹ جاتا ہے
اس شکایت نے یہ قباحت کی — کہ ٹھہین رنجشین قیامت کی
نشہ زور و زر کی مستی — اور پھر کسقدر زبردستی
اُس کو ضد آئے یہ خدا نکرے — وہ مچل جائے یہ خدا نکرے
مُنہ سے جس بات پر نہین نکلی — دل سے پھر عمر بھر نہین نکلی
آدمی کچھ غرض سے دبتا ہی — جب اُٹھا دے طمع تو پھر کیا ہے
بات کا رنج کوئی بہرتا ہی — آبرو دار اس سے مرتا ہے
یہ گرہ دل سے کب نکلتی ہے — جان جاتی ہے جب نکلتی ہے

لوگ چالیس ہزار بے چلتے ہین
توبہ توبہ یہ بل نکلتے ہین

کوئی افیون کی دال گلتی ہے
پیش کب ہر کسیکی چلتی ہے

جب ادا ہی نہو سکے جی سے
فائدہ کیا قضائے عمری سے

شاد رہنے سے شاد رہتا ہی
ورنہ پھر نامراد رہتا ہے

کوئی نازک مزاج رہتے ہین
صاحب احتیاج رہتے ہین

اپنے حق مین یہ زہر گھول لیا
طعنے دیدیکے رنج مول لیا

ایسی بگڑی کہ آجتک نہ بنی
ایسی جی ٹھنی کہ آجتک نہ بنی

کسی جانب سے تھا ملال اُنھین
کسی جانب سے انفعال اُنھین

پھر تو وہ ٹوٹ کر ادھر آئے
دام سے چھوٹ کر ادھر آئے

یہ کہا اب وہ دل کہان اپنا
تھا غلط سر بسر گمان اپنا

پاس اُن کا کیا ہمین چوکے
کیون کیا کیا کیا ہمین چوکے

کیا زمانے نے رنگ بدلا ہی
ابتدا کیا تھی انتہا کیا ہے

آگے کیا ایسے ذکر چھیڑون مین
گڑے مُردے عشق اُکھیڑون مین

گذری اوقات عیش وعشرت سے
دو مہینے تک ایک صورت سے

دوست اپنا وہ مجکو جان گئے
میرے کہنے کو دل مین مان گئے

پھر یہ سمجھے کہ اپنا گھر ہے بھلا
عقلمند ان کی دماغ دور بلا

بولے میری بلا قفس مین رہے
آدمی کیون پرائے بس مین رہے

قید خانہ ہے رہا ہو یہ مجھے
جلد رخصت کریں حضور مجھے

ایک انداز سے ہوئے رخصت
بڑی اعزاز سے ہوئے رخصت

کیا کہوں میں کہ کس چلن سے رہے
رہے جبتک وہ بانکپن سے رہے

پھر وہ سمجھے یہ مر ہی جائے گا
ڈوب جائے گا زہر کھائے گا

آؤ اسکی تسلیاں کر دیں
جی میں جو کچھ ہے بیان کر دیں

مجھسے کہنے لگے سنو صاحب
اسقدر مضطرب ہو صاحب

صبر کا پھل ضرور پاؤ گے
اسکی راحت بہت اٹھاؤ گے

اب تو اپنے وطن کو جائیں گے
آؤ گے بھی اگر بلائیں گے

بات کا موقع و محل دیکھو
کیا زمانہ ہے آج کل دیکھو

وہ جو دم دوستی کا بھرتے ہیں
تمسے در پردہ رشک کرتے ہیں

ڈرے دشمن کی دوستداری سے
کام لازم ہے ہوشیاری سے

دم دلاسے وہ مجھکو دیکے گئے
مجھسے آنے کا عہد لیکے گئے

چلتے چلتے کہا خدا حافظ
اب تمھارا امر خدا حافظ

صبح کو وہ ادھر سوار ہوئے
ہم اجل کے امیدوار ہوئے

زندگی پھر یہ کب ہوا احمد
پہلے کیا تھا جواب ہوا احمد

تو میرا اسیر ملال تھا وہ بھی
اسکے آگے وصال تھا وہ بھی

بدگمان نمودن رقیبان از جانب شیدا او
برای امتحان طلب نمودن عاشق را

سننے خوبی مرے نصیبوں کی — کہ بن آئی وہاں رقیبوں کی
اپنے بیگانے گھیرتے ہیں اسے — میرے رستے سے پھیرتے ہیں اسے
ہونے دس بیس جن گر پیدا — گئے سو فتنے لاکھ شر پیدا
سنتے اُسکے مشورہ انسان — آئے جنکے فریب میں شیطان
یہ لگایا بلاؤ تو اُن کو — تم کبھی آزماؤ تو اُن کو
دیکھیں کیسے ہیں چاہنے والے — رسم الفت نباہنے والے
کتنے پانی میں ہیں ذرا دیکھو — وہ نہ آئیں گے تم بلا دیکھو
چاہتے ہیں تو دوڑ کے آئینگے — ورنہ ہر طرح ہچکچائیں گے
تم کو بھولا جو دیکھ پایا ہے — کہہ دیا لوٹ کر دل آیا ہے
تمنے دیکھا ہے کیا زمانے کا — داغ ہے چاہنا زمانے کا
سحر آمیز اُسکی باتیں ہیں — درد آمیز اوسکی باتیں ہیں
یہ ہے کیا بات سوچتے اس کو — منہ لگایا ہے آپنے جسکو
ایسے معشوق کب نصیب اُسے — ملگئے ایک تم عجیب اُسے
ایسی الفت ہے کہاں اُسکی — تم کرو پاسداریاں اوسکی

کبھی کیجے تو امتحان وفا
راست ہی یا غلط گمان وفا

ہو برا ان لگانے والون کا
جھوٹی سچی لگانے والون کا

کب شرارت سے باز آتے ہین
آگ پانی مین یہ لگاتے ہین

کہتا سنتا ہی کینہ خواہون کا
جمگیا رنگ رو سیاہون کا

کچھ کدورت سی آگئی اوسکو
اور ہی کچھ سما گئی اوسکو

جب سنی ہر شریر کی تقریر
ہو گئے خاموش صورت تصویر

دل مین سوچا یہ وہ بت ناکام
دور بیٹھے ہون کس لئے بدنام

بھیجکر خط بلائیے اون کو
واقعی آزمائیے اون کو

نامہ میری طلب مین آہی گیا
جس سے مین اک غضب مین آہی گیا

نامہ دلبر با وفا در طلب جانان شیدا

مجکو لکھا کہ اے سراپا بیتاب
دنکو بے چین رات کو نہ خواب

اے پریشان و مضطر و ناشاد
تیرے غم مین رہی ہماری یاد

اے سزاوار جور بے تقصیر
اے ستمگار لذت تقریر

تازگی بخش نام ذوق و نصیر
رشک سودا و درد و مومن و میر

اے سخن گوے عیسوی اعجاز
اے سخن سنج ساحری انداز

تو گرفتار بند زلف رہی
دل اسیر کمند زلف رہے

ورد الفت ہی لب پہ شیون ہو
میری کاکل ہو تیری گردن ہو

ناوک ناز کا شکار رہے
لب معجز بیان سے یہ نکلے
ہو مبارک یہ پیارا پیارا عشق
ہم نئی روز بات سنتے ہین
کوئی کہتا ہے بیقرار ہین
کوئی کہتا ہے چپ لگی ہے اونہین
کھاتے ہین پیتے ہین نہ سوتے ہین
کوئی کہتا ہے نالے کرتے ہین
بھر گئے کان حال سن سنکر
سنکے یہ حال ہر زبان سے ہم
یاد ہے قول اوس زمانے کا
کس سے ملکر خوشی مین بھولگئے
بڑے خوش خلق دینک ہو تم تو
ہم یہان تم وہان تو لطف نہین
لوگ کہتے ہین وہ تڑپتے ہین
چین سے اپنے گھر مین رہتے ہو
رسم الفت نباہتے ہو اگر

تیغ ابرو سے دل فگار رہے
تیرے دل سے نہ میرا غم نکلے
راس آئے تجھے ہمارا عشق
تازہ اک واردات سنتے ہین
کوئی کہتا ہے اشکبار ہین
سخت دشوار زندگی ہے اونہین
مفت رو رو کے جان کھوتے ہین
کوئی کہتا ہے جیتے مرتے ہین
ذکر رنج و ملال سن سنکر
لائین پتھر کا دل کہان سے ہم
تم نے وعدہ کیا تھا آنیکا
تم یکایک جو ہمکو بھول گئے
دلی والون مین ایک ہو تم تو
ہو یہ دوری جہان تو لطف نہین
ایسے ہوتے ہین جو تڑپتے ہین
بزم وا گھر مین رہتے ہو
جان کی خیر چاہتے ہو اگر

اُٹھ گئے سید ہی ادب سے چلے آؤ
ریل مین اتنی دور آنا گیا
ہم بلاتین نہ آتین آپ جیتے خوش
یہ جگہ سیر گاہ عالم ہے
میہمان تم ہو میزبان ہم ہون
جب کسی نے طلب کیا آئے
دلبرون سے دغا نہین کرتے
گر کسی اور راہ سے ہوگا
نامۂ دل نواز جب آیا
دل تو کہتا تھا سر کے بل چلیئے
شکل چلنے کی آہ کچھ نہ تھی
کار سرکار نے جو آگھیرا
ملتی ہے کام سے کہین فرصت
رات دن رنج مین گذرتی ہے
عذر کیجے یہ بات مشکل ہے
نکتے نکتے یہ ہی خیال مجھے
آفتِ روزگار ایک طرف

کوئی ارد گرد مگر چلے آؤ
کار سرکار کا بہانا کیا
اور اوس سیر سے ملا پچھ خوش
آج اسیر نگاہِ عالم ہی
عیش و عشرت کے لطف باہم ہون
آئے پچتا کے پھر تو کیا آئے
ایسے اہلِ وفا نہین کرتے
عذر بدتر گناہ سے ہوگا
مینے سوچا یہ کیا غضب آیا
جسطرح ہو سکے نکل چلیئے
وضع تھی سدِ راہ کچھ نہ بنی
قدم اُٹھ اُٹھ کے رہگیا میرا
مجھکو مرنے کی بھی نہین فرصت
اک کشش رنج مین گذرتی ہے
جائیے تو نجات مشکل ہے
ہو نجائے کہین ملال اُسے
اوس کے دل کا غبار ایکطرف

منزل دوست دور اتنی ہے / ریل بھی تھک کے جیسے اٹھتی ہے
مشکل کیسی پڑی ہے خدا معلوم / کیا ہو انجام کار کچھ معلوم
سوچتا تھا جواب کیا لکھوں / پھر ٹوٹے جو مدعا لکھوں
فکر مضمون میں غرق تھا پہروں / ہاتھ میں خامہ رہ گیا پہروں
قصد جانے کا دل میں ٹھان لیا / مجھکو جانا پڑا یہ جان لیا
نامہ آخر جواب میں نے لکھا / کچھ کا کچھ اضطراب میں لکھا

جواب نامہ محبوب بطرز خوش اسلوب

یا خدا وہ فرشتہ ہو جاوے / کہ مرا نامہ اوسکو پہنچا دے
کاش میرا ہی کاتب اعمال / اسکو جا کر سنائے حال ملال
کوئی جائے جو گردباد اودھر / جاؤں میں اسکے ساتھ اڑ اڑ کر
اے خیال اپنے زور میں لیچل / پہونچوں مکتوب شوق سے اول
اے مہ و مہر و گردش ایام / تمہیں پہنچا دو چلتے پھرتے پیام
ہے کدھر قاصد سلیمانی / کہے اس سے مری پریشانی
اے ہوا بازوؤں میں تو بھر کے / کہو لدے پر مرے کبوتر کے
چال چل چرخ تو ہی نامہ بار / کہ نہ جائیں یہ گردشیں بیکار

ابر تر اشک تر کو تو لیجا — برق سوز جگر کو تو لیجا
یون ہمارا اسلام پہونچانا — یون ہمارا پیام پہونچانا
اے مری جان جان سے بہتر — جان سے کیا جہان سے بہتر
اے مہ آسمان زیبائی — جان خوبی جہان زیبائی
اے بت لاجواب ہین صدقے — اے سراپا حجاب ہین صدقے
شوخ رو شوخ چشم شوخ کلام — خوش ادا خوشخرام خوش اندام
مجکو تیرے سرِ نخوت کی قسم — اپنے ارمان و آرزو کی قسم
تیرے اقرار دمبدم کی قسم — عہد کی قول کی قسم کی قسم
اپنے آزار و رنج و غم کی قسم — داغ کے درد کی الم کی قسم
تیرے قدمونکی تیرے سر کی قسم — اپنے دل کی قسم جگر کی قسم
مصحف روئے پرضیا کی قسم — جھوٹ کہتا نہین خدا کی قسم
تجھسے اے مہ جمال پیش نظر — ہے ترا ہی خیال پیش نظر
سامنے دوسرا نہین آتا — آئینہ دیکھنا نہین آتا
بھول کر تجکو میری یاد آئی — دل ناشاد کی مراد آئی
نہین کہتا ہون مین خوشامد سی — ترے احسان بڑھ گئے حد سے
اسقدر وہ بیان کون کرتا ہے — ایسے احسان کون کرتا ہے
یہی اکدن تری قسم ہوگا — کہ مرا سر ترا قدم ہوگا

تجھ سے انصاف چاہتا ہون مین
چشم الطاف چاہتا ہون مین

آفتین جتنی ہین خدائی ہین
ہین نئے جھیلین تری جدائی ہین

زندگانی سے یاس ہے مجھکو
تیرے ملنے کی آس ہے مجھکو

گو زمانہ ہو چلنے والا
نہین مجھسا نباہنے والا

تم بلاؤ نہ آؤن کیا ممکن
ہے سراسر یہ بات ناممکن

میری عزت کو تم بھی جانتے ہو
میری غیرت کو تم بھی جانتے ہو

سب سے ہے تیری آرزو بڑھکر
آرزو سے ہے آبرو بڑھکر

رشک اوٹھا کر مجھے نہ مرنا ہو
زہر کھا کر مجھے نہ مرنا ہو

یہ نگاہین کہین نہ پھر جائین
ہم نظر سے تری نہ گر جائین

بات کب ناگوار اُٹھتی ہے
داغ سے کسکی عار اٹھتی ہے

داغ کھاؤن خدا وہ دن نہ کرے
رشک کھاؤن خدا وہ دن نہ کرے

تنگ دل عاقبت نہو جائے
سفرِ آخرت نہو جائے

آدمی آبرو نہ کھو کے رہے
کیا رہے گر حقیر ہو کے رہے

داغ درِّ عدن ہی بہتر ہو
یہ مسافر وطن سے بہتر ہو

مین اٹھاؤن وہ اس سفر کے مزے
بھول جاؤن تمام گھر کے مزے

اہل تمیز مانتے ہین مجھے
جاننے والے جانتے ہین مجھے

رونق آرائے بزم مین ہی تو ہون
زینت افزای بزم مین ہی تو ہون

یہ سر احسان سے نہیں واقف
یہ دل ارمان سے نہیں واقف

سر جھکا ہے وہیں خدا آگاہ
اس جبین پر ہے خاک بیت اللہ

اسی ابرو کے وہ اشارے ہیں
جب یہ قربان ماہ پارے میں

ان نگاہوں کو کوئی کیا جانے
میری آنکھوں سے دیکھنا جانے

وہ طبیعت کہ جس میں خوئے وفا
یہ وہ بینی جو سونگھے بوئے وفا

لب سے ہر دم یہ کام لیتا ہوں
کہ تمہارا ہی نام لیتا ہوں

کبھی سرگرم التجا نہ ہوئے
حرف مطلب سے آشنا نہ ہوئے

مفت کی قیل وقال کیا جانیں
لب ہمارے سوال کیا جانیں

لب کھلے تو تری دعا کے لئے
لب کھلے حرف مدعا کے لئے

اس زبان سے کلام کو رونق
اس بیان سے پیام کو رونق

اس زبان میں بیان کی شوخی
اس بیان میں جہان کی شوخی

کبھی اس کان سے بدی نہ سنی
بات اچھی سنی بری نہ سنی

یہ وہ گردن نہ جو خمیدہ رہے
اپنے بیگانے سے کشیدہ رہی

بار احسان غیر زائل ہو
دست معشوق ہی حمائل ہو

آئینہ گرد میرے سینے سے
کہ یہ سینہ ہی پاک کینہ سے

مخزن علم داغ کا دل ہے
معدن حلم داغ کا دل ہے

انتخاب زمانہ ہے یہ جگر
پر تمہارا نشانہ ہے یہ جگر

ہاتھ پیدا ہوئے عطا کے لیے — پاؤن مین منزل وفا کے لیے
ہے یہ دربار شاہ کا صدقہ — اُسی عالم پناہ کا صدقہ
اُسی سرکار سی ہوئی تعلیم — اُسی دربار سے ہوئی تعلیم
نیک و بد سب جتا دیا تمکو — حال اپنا بتا دیا تمکو
مین نہ لکھتا کبھی مگر لکھا — قدردان تمکو جان کر لکھا
یہ دعا ہے کہ برقرار رہو — میرے حق مین وفا شعار رہو
تمکو اللہ شادمان رکھے — عمر بھر مجھپہ مہربان رکھے
داغ کی یاد مین حجاب رہے — ساتھ شوخی کے اضطراب رہے
خط روانہ اُدھر شتاب کیا — اسطرف مین نے پاتراب کیا
یا خدا میری منزل آسان ہو — منزل آسان ہو مشکل آسان ہو

روانہ شدن عاشق شیدا جانب دار السلطنت کلکتہ

مل گئی جب حضور سے رخصت — مین ہوا رام پور سے رخصت
کہکے اُٹھا خیر یا قسمت — راہ مین تو رہنما قسمت
جا کر اپنے وطن مین جی نہ لگا — اُس بہانے کہین مین جی نہ لگا
چل کے دلی سے لکھنؤ پہونچا — ہمہ تن شوق و آرزو پہونچا
بہت اُجڑے ہوئے مکان دیکھے — مٹنے والون کے کچھ نشان دیکھے

جو کچھ ارمان تھا نکال لیا
شہر کو خوب دیکھ بھال لیا

خوب انجم نے میہمانی کی
اور بھی سب نے مہربانی کی

راہ مین سکا پنور الہ آباد
مین نے دیکھے مگر نہ حسب مراد

اتنے مین آگیا عظیم آباد
تھا مجھے اوسکا شوق حد سے زیاد

پیشوائی کے واسطے احباب
آئے تھے شوق دید مین بیتاب

بہت اشخاص یک بیک آئے
ابھی اپنی سواریان لائے

کوئی مجکو لئے ہی جاتا تہا
کوئی ناحق کا حق جتاتا تھا

کوئی کہتا تہا میرے گھر چلئے
آئے اسطرف ادہر چلیے

ہوئی لوگون کی چپقلش کیا کیا
رہی آپسمین کشمکش کیا کیا

مجھکو یہ فکر تھی کہ بھیڑ چھٹے
میرزا شاغل آئے جب وہ ہٹی

یہ وہ ہین نام خلق سے جنسے
آدمیت مرام ہے انسے

متقی پارسا بہت دیکھے
خوش بیان خوش ادا بہت دیکھے

خوش گلو بھی کئی سنے مین نے
خوبرو بھی کئی سجے مین نے

مجھکو فرصت ملی نہ یارون سے
روز ملتا تہا مین ہزارون سے

ایسی خلقت کہین نہین دیکھی
یہ مروت کہین نہین دیکھی

کیسی مہمان نوازیان دیکھین
کسقدر مہمان نوازیان دیکھین

انکے اخلاق یاد ہین مجکو
انکے اشفاق یاد ہین مجکو

دیکھنا وہ مہمان کو بقدر چاہیں
میر باقر کے گھر قیام ہوا
آٹھ دن دیکھی سیر پٹنے کی
کیا قیامت تھی شہر کی گرمی
آگ کی طرح آب میں گرمی
طبع گرمی سے کیوں نہ عاری ہو
بے جلے کوئی استخواں نہ رہے
رنگ جل جل کے ہو گئے کاجل
شعلہ زن ہو تنور طوفاں بھی
رنگ آخر طپش سے زرد ہوئی
سوئے کلکتہ میں روانہ ہوا
شوق بے اختیار لے ہی گیا
آئی ایسی ہوا سے کلکتہ
ریل پر دوستاں نہ تک خیال
شہر میں دھوم تھی کہ داغ آیا
دیکھ کر شہر کھل گئیں آنکھیں
سر بازار وہ مکان بلند

بخشتے ہیں گھر کا گھر اگر چاہیں
خوب دعوت کا اہتمام ہوا
یہ ہوئی وجہ جی اُبلنے کی
کاش گنگا میں ڈوبتی گرمی
مثل خنجر حباب ہیں گرمی
جلتے نوری وہاں تو ناری ہو
عنصر آب کا نشاں نہ رہے
جل گئے رے چلے جو گنگا جل
کانپتا ہے یہاں زمستاں بھی
گرمی طبع داغ سر ہوئی
دور تک ساتھ اک زمانہ ہوا
یہ دل بے قرار لے ہی گیا
دل پکارا کہ ہائے کلکتہ
آتے ہیں انگریز برائے استقبال
داغ آیا تو باغ باغ آیا
ماہرویوں پہ ڈھل گئیں آنکھیں
جسکو کہتے اک آسمان بلند

چرخ کو رتبہ اِس مکان سے کہان
شرم و غیرت سے چھپ گئی جنت
ہم جو بالائے بام رہتے تھے
سامنے ناخدا کی مسجد تھی
مظہر نور ہے یہی مسجد
اثر سرمہ اوسکی خاک کرے
اوس کا جلوہ سرورِ آنکھون کا
بخت بیدار دیا ہے دمساز
صبح سے شام تک جمال کے لطف
غم کی راتین نہ تھے ملال کے دن
وصل کی شب مین جلوے تھے دونکے
عیش و عشرت کی بات بات اچھی
محفلِ عیش کا بندھا وہ سمان
دوستو نسے بھری بھری محفل
بزم آرا تھے سب عدو کے سوا
میری محفل مین دخل غیر کہان
عیش سا عیش تھا نصیبون مین

دور بھاگتا ہے یہ کہانی کہان
ورنہ یہ قصر دیکھتی جنت
لوگ عالی مقام کہتے تھے
ناخدا کیا خدا کی مسجد تھی
بیت معمور ہے یہی مسجد
جلوہ اوس کا نظر کو پاک کرے
اوس کا دیدار نور آنکھون کا
اے شب وصل تیری عمر دراز
شام سے صبح تک وصال کے لطف
کیا بچھڑے تھے شب وصال کے دن
سرمہ تھی حلق مین موذن کے
رات سے دن تو دن سے رات اچھی
دیکھے پھر پھر کے سبکو عمر دراز
چشم بد دور وہ پری محفل
کوئی نکلا نہ آرزو کے سوا
غیر ہو جگہہ تو غیر کہان
کھل کھلا کی تھی زیبون مین

ساری دنیا مین کیا کسی سے غرض — اپنے معشوق کی خوشی سے غرض
رات بھر تھا خوشی سے وہ عالم — اشکِ شادی تھا قطرۂ شبنم
مسکراتے تھے لب جو دلبر کے — کھلے جاتے تھے پھول بستر کے
پھول بھی ناگوار تھے اُس کو — ہار پھولون کے بار تھے اُس کو
ہر گھڑی نوک جھوک ہوتی تھی — دمبدم روک ٹوک ہوتی تھی
گرچہ دیکھے ہزار صحبت دار — مگر ایسا کہان طبیعت دار
قابلِ دید ہر کسی کی خوشی — اور اُس پر ہمارے جی کی خوشی
خود بخود دل کھلا ہی جاتا تھا — قہقہہ لب پر آہی جاتا تھا
کالی کالی گھٹائین آتی تھین — ٹھنڈی ٹھنڈی ہوائین آتی تھین
آتشِ حسنِ یار کی گرمی — بزم مین اک بہار کی گرمی
گرچہ اکثر ہوا جنوبی تھی — پر وہ عطرِ حنا مین ڈوبی تھی
چاندنی کے تمام شب جلسے — دلکشا سقف پر عجب جلوے
بادہ ہے اک رشکِ گل کی سیر — چودھوین رات کو وہ پل کی سیر
رسمی صحبت مین کیون نہ دل پرچے — دل لگی کے تھے سیکڑون چرچے
رات عشق و نشاط مین گذری — صبح تک اختلاط مین گذری
مدعی لاکھ ڈر دکھاتے ہین — وہ جو کہتے ہین کر دکھاتے ہین
دائم ہے رسمِ التفات نہ جائے — سر بھی جائے تو جائے بات نہ جائے

لوگ سب خوش تماش و خوش ترکیب
اہل تمیز و صاحب تہذیب

ہم سے سرگرم اتحاد رہے
عبد رزاق شاد شاد رہے

دوست باوضع ہے کہاں پیدا
داغ اُس وضعدار کا شیدا

میری رخصت کے دن تمام ہوئے
عیش و عشرت کے دن تمام ہوئے

جلد حاضر ہو یہ پیام آیا
اور سفر پر مرے پیام آیا

پھر تو میں ایک دم ٹھیر نہ سکا
دل کی صولت قدم ٹھہر نہ سکا

اس طرح کس طرح سے رہ جاتے
ہوئے ہاں ہر بس نمک کھاتے

دل خدا نے دیا غیور بہت
تھا یہ پاس نمک سے دور بہت

گر نمک خوار حیلہ گر نکلے
تو نمک پھوٹ پھوٹ کر نکلے

یہ شرافت کا مقتضا ہی نہیں
کہ شریفوں سے یہ ہوا ہی نہیں

کب میسر ہو روزگار ایسا
اور آقا سے نامدار ایسا

کچھ تمنا نہیں رہی مجھکو
کونسی شے کی ہے کمی مجھکو

میری رخصت سی آنکہ جب ساتھی
کہ یہ رخصت نہ تھی قیامت تھی

فکر و تشویش رنج تھا غم تھا
عوض نغمہ شور ماتم تھا

اشک آنکھوں میں ڈبڈبائے ہوئے
پاس بیٹھے تو منہ بنائے ہوئے

وہ جو گھبرائے میری اُف اُف سی
تو یہ کہنے لگے تاسف سے

چند وابستہ ہیں ہمارے ساتھ
ورنہ ہو لیتے ہم تمہارے ساتھ

ہم عزیزوں کو چھوڑ دیں کیونکر
سلسلہ الفت توڑ دیں کیونکر

تم بھی تنہا نہیں ستم ہو ہے
چھوٹتا ہے یہ ساتھ غم یہ ہے

جو مرے پاس ہو تمھارا ہے
تمکو لیکن یہ کب گوارا ہے

سب ملنے کی اختیار خاموشی
مجھے سب ہو نمک فراموشی

دل سے اپنے یہ گفتگو باہم
کیا رہے آئے کیا چلے کیا ہم

میں کہاں گھر یہ شہانہ کہاں
سر کہاں سنگ آستانہ کہاں

آبرو کا خیال آتا ہے
عرق انفعال آتا ہے

اپنے دل کو چھوڑ کر جائیں
ایسے جانے سے کاش مر جائیں

وہ وفادار بر ملا ٹھیرے
ہمیں قسمت سے بیوفا ٹھیرے

مضطرب ہو گئے ہم ٹھہر نہ سکے
ایسے مجبور تھے کہ مر نہ سکے

اہل صحبت کو داغ دیکے چلے
اپنے دل کا جنازہ لیکے چلے

کیا کہیں جسطرح سے ہم آئے
ہمرہ تن حسرت و الم آئے

میرے ہمراہ میر قطب الدین
اشک ریزاں بحالت غمگین

میری غمخواریوں سے کام انھیں
میری دلداریوں سے کام انھیں

وہ مرے دلکو اسطرح لائے
کوئی گھائل کو جسطرح لائے

کچھ نہ تھی سب کو جسم و جانکی خبر
نہ زمیں کی نہ آسمان کی خبر

ریل ملنے دو ہی دن میں پہونچایا
رمضان ایک دن کے بعد آیا

دست بستہ حضور مین پہونچا
مجہسے دل شاد اک زمانہ ہوا
مرحبا عید سحر کب فاقہ تہا
سحری اک زمانہ کہاتا تہا
صدمۂ ہجر و کاہش غم سے
شادیانہ کا شور ہم ہمہ ہے
یاس ہو تو امید پہر کیسی
ہو کے خوش ہین کبہی گلے نہ ملا
عشق مین اک فکر جاوداری
داغ کیون چیر سے گلے ملتا
ایسی صحبت ہو دل کو کیا مرغوب
سر و سامان کہان بہت رہین
کہانے پینے سے مجکو نفرت ہی
ہاے جب زہر بہی نہ پائین ہم
خون دل بہی کبہی پیا کرتا ہے
لوگ سامان عیش کرتے ہین
شب غربت جو آہ کرتا ہون

بزم عیش و سرور مین پہونچا
ہو دل لطف خسروانہ ہوا
دن کو روزہ تو شب کو فاقہ تہا
رمضان مجکو کہائے جاتا تہا
عید بدتر ہوئی محرم سے
مین سمجہتا ہون میرا ماتم ہے
دل نہ خوش ہو تو عید پہر کیسی
کف افسوس سب ملنے نہ ملا
لاکھہ بیماریون کی بیماری
کاش یہ قبر سے گلے ملتا
ہجر محبوب وصل نام مرغوب
خاک اُڑنے کو بہی نہین گہر مین
عید کو روزہ کیا مصیبت ہے
کیا کلیجہ ہے ان کا کہائین قسم
دیدہ تر ہنسی ہی کرتا ہے
داغ ارمان عیش کرتے ہین
عید کو آہ کرتا ہون

آہ فریاد کون سنتا ہے
داد بیداد کون سنتا ہے

درد دل ہمنشین نہین سنتا
کوئی سنتا نہین نہین سنتا

کون یہ حال زار دیکھ سکے
کون یہ انتظار دیکھ سکے

دوستون کے کلیجے پھٹتے ہین
دشمنون کے بھی دل الٹتے ہین

گر کرے بھی اثر فغان میری
خاک ہون جل کے ہڈیان میری

مین یہ غمزدہ سنون وہ آئی موت
کاش آئے مجھے پرائی موت

بد دعا دیتے ہین بشر مجکو
کھا گئے کوس کوس کر مجکو

تھے جو پروانہ سوز الفت سے
اب وہ جلتے ہین میری صورت سے

پند گو اپنی اپنی بکتے ہین
زخم دلپر نمک چھڑکتے ہین

طعنے دیدیکے آگ بھرتے ہین
روز تیرون کے مینہ برستے ہین

ہو رہی ہین ملامتین کیا کیا
ٹوٹتی ہین قیامتین کیا کیا

طنز کرتے ہین یہ ظریف ظریف
کہتے کیسا ہے اب مزاج شریف

لو فنا سا ہوا جو دل میلا
بہتر مرگ سے ہے واویلا

ہم تو دیکھین وہ خوبرو ہی کہان
ہمنشین تو وہ خوش گلو ہی کہان

جسنے دیکھا ہے تمنے برتا ہے
وہ تو مہر و وفا کا پتلا ہے

ایسی ہوتی ہے چاہ کیا کہنا
حضرت داغ واہ کیا کہنا

مہر و الفت اسی کو کہتے ہین
کیا مروت اسی کو کہتے ہین

ہے وہی آن تان مین پورا — اُترے جو امتحان مین پورا

جان جاتی ہے جھکے آنے سے — کھنچ گئے اور بھی ملانے سے

دلربا وہ جو اپنے پاس رہے — نہ کہ ملنے کی اوس سے آس رہے

طرفہ یہ رسم و راہ نبھتی ہے — آپ کی بے نباہ نبھتی ہے

ہو وفا سے یقین الفت ہے — آپ کا دم بہت غنیمت ہے

دل مین کچھ شرمگین ہوا کہ نہین — اب بھی تجھکو یقین ہوا کہ نہین

کچھ خطون کی عبارتین دیکھین — شوخ فقرے ہزار ہین دیکھین

خوب انعام تم کو ملتے ہین — اُلٹے الزام تمکو ملتے ہین

غیر کا جب ہو سکیہ ہوتا ہے — عذر انکار حیلہ ہوتا ہے

عزت مہر و ماہ وہی تو ہین — آپکے خیرخواہ وہی تو ہین

ہم جو بولین ہماری کیا طاقت — بھید کھولین ہماری کیا طاقت

صحبت انجمن سے چھٹے کیونکر — اُلٹے اپنا وطن چھٹے کیونکر

یونہین تڑپائین گی ملائین گے — مر بھی جاؤگے تو نہ آئین گے

وعدہ کیسا اگر کلام کرین — ہمتو جھک کر تمھین سلام کرین

یہ تو مانا وہ وضعدار بھی ہین — یہ تو مانا وفا شعار بھی ہین

یہ بجا ہے ستم نہین کرتے — جھوٹے قول و قسم نہین کرتے

تم بڑی چین سی بکتے سچ ہے — ملتا ہشیار جو کہے سچ ہے

دہوم ہے جابجا زمانے مین
نام روشن کیا زمانے مین

یونہین ہوتے ہین چار سو رسوا
دربدر اور کو بکو رسوا

بیشتر جو نہین کیا وہ کیا
عمر بھر جو نہین کیا وہ کیا

نہی وصل خیر یونہین سہی
یون بگڑتے ہو خیر یونہین سہی

سارے معشوق دیکھے بھالے ہین
وہی دنیا سے اک نرالے ہین

بیوفا جھوٹ باوفا کہئے
پاکدامن ہین پارسا کہئے

بیوفائی اُنہین نہین آتی
کج ادائی اُنھین نہین آتی

بھولے بھالے ہین گھات کیا جانین
اُنھی وہ اوس بات کیا جانین

آپکل سخ و غم اُنھین ہی تو ہے
پاس قول و قسم اُنھین ہی تو ہی

خوبصورت نہین کوئی ایسا
پاک طینت نہین کوئی ایسا

آپ دہونی رمائے بیٹھے ہین
اُنپر ایمان لائے بیٹھے ہین

اپنے محبوب کا خیال رہے
سال و وصال تو یہ حال رہے

نہین جچتا کوئی حسین تمکو
آفرین ہے صد آفرین تمکو

کیون کسی بت پہ ہاتھ صاف کرو
تم تو مسجد مین اعتکاف کرو

ترک کرنا نہ مہر و الفت کو
بخشوائینگے وہ قیامت کو

دل پہ ہر وقت جبر کرتے ہین
مرد ایسے ہی صبر کرتے ہین

چپکے چپکے ہر اک کی سنتا ہون
اپنے مطلب کی بات چنتا ہون

کوئی تدبیر بن نہین آتی
کوئی تقریر بن نہین آتی

کان ہر شخص کے بیان کیطرف
نگہ یاس آسمان کی طرف

اے فلک کس بلا مین ڈالدیا
مجکو جنت ہی کیون نکالدیا

اے فلک تجھسے بس نہین میرا
کوئی فریادرس نہین میرا

دل کو آزار ہوگیا کیسا
بخت بیدار سوگیا کیسا

کاہش غم سے روح گھٹتی ہے
آنکھون آنکھون مین رات کٹتی ہے

دل مین ہر وقت یاس رہتی ہے
کیا طبیعت اداس رہتی ہے

ہم جیئن گے یہ آس ہی کسکو
ہجر مین بھوک پیاس ہی کسکو

یہ سزا مین ضرور بھی تو نہین
بخطا ہون قصور بھی تو نہین

ہائے جیتے ہین ہم نہ مرتے ہین
کس قیامت کے دن گذرتے ہین

خانۂ عیش لٹ گیا کیسا
مجھسے معشوق چھٹ گیا کیسا

رات دن جی رہے ہین مرکر ہم
صحبت یار ہوگئی برہم

ہم پریشان گھر مین پھرتے ہین
کہ وہ جلسے نظر مین پھرتے ہین

کوئی دنرات کا مزا نہ رہا
رات کیا بات کا مزا نہ رہا

کون ہے التفات کس سے کرین
ہم کنایہ کی بات کس سے کرین

دیدہ منتظر ہے چار طرف
دل رشک آشنا ہزار طرف

درد اٹھتا ہے دل مین رہ رہکر
بیٹھ جاتا ہون ہائے دل کھکر

سوز پنہاں ہی گرم گرم آہیں
وہ طبیعت سنبھالنے دالے
دلربا ہے تو باوفا بھی ہے
گرچہ ملجا ہے مہرباں ایسا
یا الٰہی نجات غم سے ملے
ورنہ اس کا خیال بھی نہ رہے

ناتوانی سے نرم نرم آہیں
میری حسرت نکالنے والے
شوخ ہے صاحب حیا بھی ہے
نہ ملے گا مزاجداں ایسا
وہ سراپا حجاب ہمسے ملے
اب ہی جیسا یہ حال بھی نہ رہے

بیت

قطعہ تاریخ طبع از نتیجہ فکر رسا و سلیم منشی انوار حسین صاحب تسلیم سہسوانی

شوخی آشوب فکر داغ	کرد رو سوی کارفرمائی	خامہ سحر آفرین او	لب نیز نمک محشر آرائی
عشوہ انگیز مثنوی بنوشت	شد سخن آفرین تماشائی	مثنوی چہ نگار آفت جان	حملہ مضمون کہ یکتائی
حسن ترکیب تقریب او	بر بلای سیاہ بالائی	معنی اوست غمزہ پرور	مے چکد از حرف عنائی
بستہ الفاظ دلکشا بندش	طرز غارت گر شکیبائی	مصرعہ شوخ اوست نازشگر	بر الف قامتان یکتائی
لالہ چون دیدہ از رنگینش	بستہ در دل ہوای لالائی	ہست ہر بیت جلوۂ معشوق	فتنہ در لباس زیبائی
میکند سحر عین ربط بلا	ہمچو تقیہ زیر ز بالائی	مژدہ شد در گوش سامع این	ہست محروم چشم بینائی
بو بنگارم چو در ثنای داغ	نیست در دست من توانائی	عمر او داغ دیدہ سیر سبت	طبع او جلوہ گاہ برنائی
بندہ در گہش سخن گوئی	از تو گوے حرف بیجائی	حرف گفتن بمدح صاحب طبع	ہست دور از مجال گویائی
قدغن کرد خوب در صحت	کرد در طبع عشق آرائی	شاہد داغ را چو کرد جمال	مشتری گشت خیل دانائی
	گفت تسلیم سال طبع او	آفت بن فتنہ رعنائی	

تاریخ مثنوی نتیجۂ طبع جناب منشی محمد شبیر حسن صاحب تسلیم بهرتپوری تلمیذ حضرت مصنف ممدوح

مثنوی ہے فریاد استاد کی یہ	تسکین ہی ہیں دل کی	ختم کا سال لکھا ہے تسلیم	تحفۂ شاعر قدسی باطن [illegible]

تاریخ طبع از جناب منشی محمد امیر اللہ صاحب تسلیم ملازم سرکار رامپور

چو شد مطبوع این افسانۂ عشق	ز فکر ماہر عالی مقامے	نوشتم مظہر تاریخ تسلیم	کلام شاعر شیرین زبانے

ریختۂ قلم منشی فاضل شیخ غلام قادر صاحب گرامی تخلص ملازم ریاست حیدرآباد دکن

بیا ای بلبل کلک تر آہنگ	بمدح داغ سر کن نغمۂ چنگ	فصاحت خندۂ صبح خیالش	بلاغت نغمۂ مرغ کمالش
بلندی از دماغش بہرہ گیرد	نزاکت با خیالش شیر خوردہ	بہارستان صبح زندگانی	ادا فہم رموز نکتہ دانی
اگر بر بر زند فکر بلندش	رسد مرغ معانی در کمندش	خیابان در مثنوی شد سحر پرداز	کہ سحر نظم [illegible]
کند گر در غزل گوہرفشانی	فغانہا سر بر آرد روح فغانی	بمیدان فصاحت چون درآید	گرہ از خاطر عرفی کشاید
اگر با مثنوی الفت گزیند	نظامی در زمین زانو نشیند	ز رشک آن محیط خوشخیالی	بود غرق عرق فکر زلالی
ز سر عالم بالا خبر گیر	کہ خواند سرنوشت خط تقدیر	خیال تمثیل را دادہ رواجے	کلاہ فکر غنی گیرد خراجے
ربود آن معنی آرائی نگاہی	زبان گوی در تاریخ گوئی	بکف بہر رقم گر خامہ گیرد	دبیر چرخ از حسرت بمیرد
چو شاگردان بگردش حلقہ بندند	فلاطون‌ہا بجد دستکم بیند	عطارد جای کرسی خور را شمارد	ز شاد گردش [illegible]
دماغ ہوشمندی را تمیزے	بود سحر محبت را عزیزے	ز دانش گر گہر سوگند خوردہ	نجابت گوہرش را سجدہ کردہ
در اقلیم سخندانی امیرے	بہ بزم معنی آگاہان نظیرے	ز قدر مرتبت عالی جنابے	سپہر مردمی را آفتابے
سر و سرکردہ صاحب کمالات	قبول خاطر رنگین خیالان	اگر مرغ خیالش پر کشاید	خیال عقل کل از باد در آید
حقیقت فہم اسرار معانی	شناسای مزاج نکتہ دانی	حیا پروردۂ فرہنگ نگاہش	ادب یک گوشۂ طرف کلاہش
	نیاید از زبان ریختہ پرور	گرامی مدحت داغ سخنور	

قطعۂ تاریخ طبع مثنوی فریاد داغ بار اول ریختۂ کلک جواہر سلک شاعر عدیم المثال

مورخ باکمال جناب منشی محمد فیروز شاہ خان صاحب فیروز سابق میر اخبار [illegible]

اخبارات ریاست رامپور شاگرد رشید حضرت داغ دہلوی مدظلہ العالی

وہ ہیں مضمون عالی مثنوی میں	اک خیال بر سخن کو بلندی	چھپی مثنوی فیروز جہم	لکھی تاریخ نظم درد مندی ١٣٠٠

ایضاً بار سوم

او شاہ جہان فصیح الملک
آج یکتائے روزگار ہے تو
کیوں نہ ہو سب شاعران سے بہتر
میں کہوں مثنوی کی کیا تعریف
لذت وصل کی کہانی ہے
اس سے پیدا ہوں گے مضمون
حاسدین و معاندین کیلئے
آج پھر میں نے مثنوی لکھی
داغ دل کی طرح دکھاؤں
بندشیں صاف جیسے نقرے ہے
فیض جاری ہے مثل گنگ

وصف تیرا ہر اک زبان پر ہے
ہند میں تیرا کون ہمسر ہے
اوج پر آجکل مقدر ہے
کیسا بہتر سہی تو بہتر ہے
درد فرقت کا ایک دفتر ہے
ذہن تیرا ہی یا سمندر ہے
اسکی ہر ایک بیت خنجر ہے
جوش پر پھر یہ طبع تیری
در دل کیا کہوں کہ کیونکر
آبداری میں آب گوہر ہے
روح عشاق کی معطر ہے

بلبلیں ہیں ہمہ خطاب تیرا
سرزمین سخن کا گل ہے تو
شاہ آصف ہے قدر دان تیرے
شاعری کہتی ہے کہ آیا الہام
ہجر یا ہیں تیری عجب تیری
وہ مضامین ہیں کہ حسن علے
ہر رگ جسم نکتہ چین کیلئے
کی ہے شعروں نے تجھے عجب تاثیر
ہے خدا کی عطا زبان تیری
تیسری بار تھی کی طبع
بیتے تاریخ یہ کہی فیروز

تیرا ہر ایک سخنور ہے
آسمان سخن کا اختر ہے
ہے یہ جو جہان میں گھر گھر
ایک سے ایک شعر بڑھ کر ہے
کہیں نشتر کہیں یہ خنجر ہے
ایک سے ایک شعر بہتر ہے
اس کا اک اک لفظ نشتر ہے
جان بیکل ہے روح مضطر ہے
نہ یہ جادو ہے اور نہ منتر ہے
مثنوی وہ جو روح پرور ہے
مثنوی یہ ہے یا گلتر ہے

قطعہ تاریخ طبعزاد جناب منشی اشفاق علی صاحب مضطر مرادآبادی منصرم آعظم

چھپی جب مثنوی حضرت استاد کی	دیکھ کے مضطر اک جہاں مشتاق	فکر تھی تاریخ لکھو سن کی یہ کہا	غیب سے آواز آئی ارمغان ہے بہا ١٣٠٢

تقریظ نتیجہ ذہن آسمان پیمائے منشی محمد ممتاز علی خان صاحب ممتاز شاگرد رشید

حضرت مصنف سلمہ اللہ تعالےٰ

بہار آئی ہے عجب جالت ہے بند دن پھرے دل کی — چمن میں چٹکیاں لیتی ہیں منقاریں عنادل کی
حمد رب العالمین اور نعت خیر المرسلین کے بعد ذرہ بمقدار ممتاز سراپا نیاز مدعا طراز ہے
کہ باغبان لم یزل نے گلزار عالم کو وہ بہار عطا کی ہے کہ یہاں آتے خزان کے پر جلتے ہیں

اس باغ مین ہر روز نو بنو تازہ بتازہ شگوفے نکلتے ہین - اس باغ کا تر و تازہ پھول شعر ہے
جسکی بہار روز بروز بڑھتی جاتی ہی جسکی جوانی دن بدن چڑھتی جاتی ہے - اسکی آگے باغ رضوان کی
بہار خزان سے مشابہ ہی - مگر یہ ہر ایک کا حصہ نہین جسے خدا دے وہ لے جسطرح فخر نظامی و جامی
ذوق و شوق **حضرت نواب مرزا خان صاحب داغ** مدظلہ العالی کو مبدا فیاض سے
یہ نعمت عظمی ملی ہے - جن کا ہر ایک شعر دل مین چٹکیان لیتا ہے - اور مزہ یہ ہی کہ ہر چٹکی
کا زخم نیا مزہ دیتا ہے - اعجاز مسیحائی انکے دست قدرت مین ہی - جو بات کسی کے وہم
مین ہو وہ انکی طبیعت مین ہی - عاشقانہ رنگ انپر ختم ہے - ہر شعر کا نیا انداز ہی - ہر بیت سحر
کا اعجاز ہے - ایک ایک شعر عاشقان خستہ جگر کا ایمان - ایک ایک بیت بیدلان آشفتہ سر
کی جان - ایک ایک شعر فصاحت کا خزینہ - ایک ایک شعر لطافت کا گنجینہ - ہر شعر مین شوخی
کوٹ کوٹ کر بھری ہے - ہر فرد مین انداز حور و پری ہے - مذاق اسطرح دل مین گد گداتا ہی
جسطرح شوخ و طناز معشوق دل لبھاتا ہے - بلا کی شوخی ہے - غضب کی رنگینی ہے - ستم
کی شرارت ہی - قہر کی پھبتی ہے - جو شعر سنتا ہی - انہین کا نام لیتا ہی - جو غزل سنتا ہی دل تھام لیتا ہے
ہر شعر کا نیا انداز نیا ٹھاٹ ہی اور بڑا لطف یہ ہی کہ شاعری کے مراتب خوب ملحوظ - تمام کلام سرقہ
سے پاک - ایسا شوخ دیا کہ معشوق ستم ظریف کی باتون کا مزا آتا ہے - غزل کہی تو نور کے
سانچے مین ڈھلی ہوئی - قصیدہ کہا تو عالم بالا سے بلند - مثنوی کہی تو مسیحا لا یعود جیسے
سنا انہین کا کلمہ پڑھنے لگا - انکے کلام کو سحر ساحری کہون تو بے ادبی ہے اسلئے سحر حلال
کہتا ہون لیکن تعریف کا حق ادا نہین کر سکتا - اللہ رے لطافت - واہ ری فصاحت - مصرعہ ہے
کہ ابروے دلدار - شعر ہے کہ معشوق کا سنگہار - طبیعت مین بلا کی روانی - مضمون مین ستم کی
جولانی - ہر شعر مین معشوق کی ادا - ہر بیت مین لب و لہجہ دلدار کا مزا - ہر مصرع نزاکت سے بھرا -
ہر شعر مذاق کی کان - ہر مصرع لطف سخن کا ایمان - انکی شعر گوئی پر شاعری کو ناز ہی

انکا ہر شعر معشوق طناز ہے۔ بندشین ایسی چلبلی کہ کلیجے مین چٹکیان لیتی ہین۔ محاورے روزمرے ایسے صاف کہ دل کھینچے لیتے ہین۔ انوکھی گھڑت۔ نرالی ترکیب ہے۔ یہ بندش یہ تلاش کسکے نصیب ہے۔ اس زمانے مین تفنن طبع کے لئے احباب کی خاطر سے ایک مثنوی ارشاد فرمائی ہے۔ مثنوی کیا ہے ارباب شوق کا مدعا ہے۔ اصحاب ذوق کی التجا ہے۔ آجتک کسی نے نہ یہ رنگ دیکھا نہ یہ ترکیبین سنین الشعراء تلامیذ الرحمن انھین کی شان مین آیا ہی اللہ تعالے تا روز حساب اُن کے اقبال و دولت کو قایم رکھے۔ جلوہ فرماے مسند عیش و عشرت دایم رکھے آمین۔

تقریظ مثنوی چکیدۂ کلک جناب حافظ احمد علیخان شوق رئیس رامپور تلمیذ حضرت داغ

نہ گل نغمہ ہون نہ پردہ ساز ٭ مین ہون اپنی شکست کی آواز

جہان خامہ صبا رفتار کی جولانی کو شکستہ پائی سمجھتے ہین وہ بیان کیا ہی؟ حمد الہی میدان عرش الہی جس عرصۂ عبادت کو نا متناہی کہتے ہین۔ وہ میدان کہا ہی؟ نعت قسم بتاہی۔ فہم و ادراک دونون مین خستہ۔ دونون ہین ناکام۔ اُسکا شکر۔ ابر درود زیادہ و السلام۔ درد محبت کے مزا لینے والو۔ سخن پروری کی داد دینے والو۔ مذاق کی دعوت خوان یغمائی سبیل اللہ۔ کچھ خبر بھی ہے۔ مثنوی حضرت عالیجناب فصاحتمآب بلبل ہندوستان اُستادی جناب نواب مرزا خان صاحب داغ دہلوی مدظلہ العالی خلف عالیجناب نواب محمد شمس الدین خان صاحب بہادر دہلوی موسوم بہ فریاد داغ طبع ہو چکی یون سمجھو کہ خیابان آبرو دلدار کے واسطے نمکدان ہجرت زدون کے تڑپانے کا سامان مہیا ہو گیا۔ وصلت نصیبون کے واسطے تمتع عیش افزا ہی تو فراق زدون کی دوا۔ مثنوی کیا ہی اعجاز مسیحائی کا نمونہ۔ یا حسینون کے عارض کا گلگونہ۔ ہر بیت بیت ابرو سے زیادہ دل آویز۔ ہر مصرعہ قامت معشوق سے بڑھکر عشرت خیز۔ الہی جبتک زبان سے سخن کو اور سخن سے مذاق کو کام ہی ہم مستفید و زیر سایہ اوستاد ممدوح مدام رہے۔ آمین

تاریخ طبع چہارم نتیجۂ فکر شاعرِ نامور میرزا احمد شاہ بیگ صاحب جوہر مرادآبادی
تلمیذ حضرت تسلیم سہسوانی مرحوم مغفور

طبع شد فریاد داغ ای شائقان کلنوج خامۂ جوہر رقم زد دلنشیں تاریخ طبع	بشہر آوران غیب زینت با ہزاران دلبری بار چہارم طبع شد این حجتِ افزا مثنوی ۱ ۸ ۶ ۹ ۹	

خاتمۃ الطبع

اگرچہ شاعری اور سخن فہمی اس نئی تہذیب کے زمانہ مین اپنے عالی مرتبہ سے بہت تنزل کی حالت مین ہے لیکن یہ ایک طبعی امر ہے کہ جو اشعار سوز و درد سے بھرے ہوئے ہوتے ہین اونکے سننے سے اہل مذاق کی طبیعت بیچین ہو جاتی ہے بلکہ جس شخص کی طبیعت مین اتنا مذاق بھی حاصل نہو اوسکو انسانیت کے مرتبہ سے خارج سمجھا جاتا ہے سخن شعر مین اہل لکہنو اور اربابِ دہلی کے بعض محاورات زبان اردو اور طرز سخنگوئی مین جو اختلاف ہے اوسکا فرق اس فن کے ماہرین پر مخفی نہین ناسخ - آتش - خواجہ وزیر - اسیر شعراے لکہنو سے - اور غالب - ذوق - مومن شعراے دہلی سے مستند اور اس فن کے کامل سمجھے جاتے ہین - مگر اب ان سب کا زمانہ ختم ہو چکا اگرچہ اہل لکہنو کے اشعار مضامین عالیہ اور مناسبات لفظیہ سے آراستہ و پیراستہ ہوتے ہین اور قابل تحسین و آفرین سمجھے جاتے ہین - مگر جو سوز و گداز اور درد اہل دہلی کے کلام سے ٹپکتا ہے وہ کچھہ اور ہی چیز ہے - صاحب دل جسکو سنکر بے اختیار ہو جاتے ہین وہ انہین بزرگوارون کا کلام ہے - یہ لطف کچھہ ایسا وجدانی ہے کہ اسکی کیفیت زبان قلم سے ادا نہین ہو سکتی - جو اس فن مین مہارت رکھتا ہے وہی اس مطلب کو خوب سمجھتا ہے - اگرچہ متقدمین دہلی کا اب اس عالمِ فانی مین وجود باقی نہ رہا مگر اب جو اہل کمال وہان کے موجود ہین انہین سے جناب میرزا خان صاحب داغ دہلوی مرحوم کی ذات مغتنمات سے سمجھی جاتی ہے - آج سارے ہندوستان مین کلکتہ سے پنجاب تک اور دکن سے کوہ ہمالیہ تک کوئی سخن فہم ہے جو اونکے کمال سے واقف نہین - اگرچہ سب شاعرون کے دیوان موجود ہین مگر جو لطف اونکے دیوان کی سیر سے حاصل ہوتا ہے یہ مزہ کسی دیوان مین نہین ملتا - اگرچہ اونکی شہرت اس حد کو پہونچ چکی ہے کہ ہم کو اونکی تعریف لکھنے کی کوئی ضرورت نہ تھی مگر ہم اپنے دل کے جوش سے مجبور تھے بے اختیار یہ فقرات قلم سے نکل گئے انکا دیوان کئی بار چھپ چکا ہے اور ہمیشہ سخن فہم اوس کے طالب رہتے ہین بار بار چھپتا ہے اور بہت جلد فروخت ہو جاتا ہے مرزا صاحب نے یہ قیامت کی مثنوی تحریر فرمائی ہے جسکے ہر ہر لفظ مین سیکڑون نشتر اور ہر مصرع مین ہزارون جگر چیر ہین اگر یہ مشہور ہو نے کے بعد متقدمین کی ساری مثنویان سرد ہو جاینگی جو سخن فہم اسکو دو چار شعر ہی سنتا ہے تبرک جانتا ہے اور دل اوسکا قابو مین نہین رہتا فی الحال پانچوین بار مطبع مطلع العلوم و اخبار نیر اعظم مراد آباد مین حسب فرمایش حاجی عبدالرشید صاحب کوتوال باہتمام منشی ابوالحسن علی الکرمانی مہتمم چھپکر مشتاقین کے ہاتھ مین پہونچی - خداوند کریم جلد قبول کرے - آمین

انمول علمی خزانہ

جنگ روس و جاپان دو جلد فرنگ جنگ سے لیکر ہر ایک واقعہ کا تفصیلی بیان ہر ایک واقعہ کا نقشہ اور ہر ایک افسر کی تصویر ہے
مصباح الادب پند حکمت کی گوہر معنی خیز اخلاقی حکایتیں شاعرانہ میں ہے جو حافظ شیرازی کے سند باد نامہ کا اردو ترجمہ ہے دنیا کی سات اور زبانوں میں بھی ترجمہ ہو چکا ہے اور جس کی ایک کاپی لندن کے کتب خانہ انڈیا آفس میں موجود ہے ۸
خاتم سفر سے سفر کے متعلق امید و ارادات جو کارگری و امانت وقالونگوئی کے لئے عجیب عجیب گر و قاعدے ہر ایک چیز کے قاعدے ہر ایک چیز کے نقشے بھی اور تصویریں بھی دیگئی ہیں ۶
کنز الطغرا معروف بہ نقش حیرت قدیم و جدید ہر قسم کے ۳۰ سنہا باب طغرے ایک ایک صفحہ پر تقطیع کلاں ۱۲
تاریخ اودھ کامل چار جلد نواب برہان الملک سعادت خان کے عہد سے واجد علیشاہ تک کے معزولی کے مفصل حالات درج ہیں یہ کتاب ۲۷ نایاب کتب تاریخ سے مرتب کیگئی ہے فہرست مضامین ۰ صفحہ میں ہے مؤلف نے برسہا برس تک جانکاہی تحقیق و تلاش اور دماغی محنت سے اسکو ترتیب دیا ہے ۔
تذکرۃ السلوک اردو فلسفہ اور حکمت کو لئے ہوئے کسی جز تک صرف مصطلحات صوفیہ کی تشریح کیگئی ہے
احسن الاذکار فی مناقب غوث الابرار حضرت غوث پاک مفصل سوانحعمری کرامات و حالات و حسب و نسب مناقب صحیحہ ۱۲
شرح جہل کاف عمل جہل کاف کی مفصل اردو شرح
مسدس معتبر بر غزل مولانا جامی دو عدد جیبی عاشقانہ
جوش عشق ایک عاشق رسول کا قصہ ہر حضور خوانوں کے قابل
ذکر رحمانی مولانا فضل رحمن شاہ صاحب گنجمراد آبادی قدس سرہ کی سوانحعمری حالات اوراد ۔ کرامات وغیرہ
بحر الغرائب بیانات دقیقہ و اشارات مشکلہ و طریقہ ہائے شجرۂ اکابرین کو شروع دعائے خداوندیہ سے مفصل شرح درج ہے
تاریخ بوہران بوہرہ قوم کی محققانہ تاریخ اونکی ابتدا ائمہ و سلاطین کا حال و ہمیں کی مستند تاریخوں سے لیکر
سوانحعمری مہاراجہ نرندر پرشاد سابق وزیر دکن کے خاندان کی تفصیلی حالات جن کا مقدمہ غوثیہ بیگم مشہور دکن کے ناموروں کی سوانحات ہیں
منتہی القواعد اردو کی صرف نحو جامع و ضخیم مکمل
مثنوی جانستان گورنمنٹ ہائی اسکول مراد آباد کے دو طالبعلموں کی عشق کا سچا قصہ ہندی و پروہی خطوط
مثنوی جانستان جو زد بلا تصویر دیگرا اس کی خطوط
قدر الاقبال نامی شعرائے سلف جو الٹے کلام کا انتخاب
افسون محبت یار کی کا نام وفاداری مصنف جنکا مستو ایں ای ایجو کے پڑھنے کے قابل محمد رشید صاحب افسانہ

المشتہر منیجر انجمن بک ایجنسی مراد آباد یو۔ پی

اطلاع عام چونکہ تصنیف مثنوی جانستان مصنف نے اقمر نیر اعظم کو ہبہ فرمایا ہے لہذا اسکی رجسٹری بموجب ایکٹ ۲۵ ہ ۱۸۶۷ء داخل سرکار گورنمنٹ کرادی گئی ہے ہر صاحب کو بغیر اجازت تحریری راقم چھاپنے کا قصد ہرگز نہ کریں ورنہ نقصان ہوگا ۔
مالک ایجنسی